جامعہ مدنیہ جدید کا ترجمان

دسمبر
2004ء

علمی دینی اور اصلاحی مجلہ

انوارِ مدینہ
لاہور

اللہ رے یہ وسعتِ آثارِ مدینہ
عالم میں ہیں پھیلے ہوئے انوارِ مدینہ

نفیس

بیاد
عالمِ ربانی محدثِ کبیر حضرۃ مولانا سید حامد میاں رحمہ اللہ
بانی جامعہ مدنیہ جدید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماهنامه

انوارِ مدینہ

جلد : ۱۲ شوال المکرم ۱۴۲۵ھ ۔ دسمبر ۲۰۰۴ء شمارہ : ۱۲

مدیر اعلیٰ
سیّد محمود میاں
مہتمم جامعہ مدنیہ (جدید) رائیونڈ روڈ
لاہور

بدلِ اشتراک	ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے
پاکستان فی پرچہ ۱۳ روپے............ سالانہ ۱۵۰ روپے	دفتر ماہنامہ "انوارِ مدینہ" جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، دبئی.... سالانہ ۵۰ ریال	فون نمبرات
بھارت، بنگلہ دیش.............. سالانہ ۶ امریکی ڈالر	جامعہ مدنیہ جدید : 092 - 42 - 5330311
امریکہ، افریقہ.............. سالانہ ۱۶ ڈالر	خانقاہ حامدیہ : 092 - 42 - 5330310
برطانیہ.............. سالانہ ۲۰ ڈالر	فون/فیکس : 092 - 42 - 7703662
جامعہ مدنیہ جدید کا ای میل ایڈریس	رہائش "بیت الحمد" : 092 - 42 - 7726702
E-mail: jmj786_56@hotmail.com	موبائل : 092- 333 - 4249301

مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع و ناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر
دفتر ماہنامہ "انوارِ مدینہ" نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

حرف آغاز		۳
درس حدیث	حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۵
خودشناسی	حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۸
موت العالم موت العالم		۱۱
الوداعی خطاب	حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب	۱۲
حج	حضرت مولانا محی الدین صاحبؒ	۲۶
ہدیہ عقیدت	حضرت احسان دانشؒ	۳۱
نتیجہ وفاق المدارس العربیہ		۳۲
طلبۂ دینیہ سے خطاب	جناب قمر عثمانی صاحب	۴۲
حسن ادب اور اُس کی اہمیت	حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی صاحبؒ	۴۳
عازمین حج سے چند گذارشات	حضرت مولانا عمران اللہ قاسمی صاحب	۵۱
دینی مسائل		۵۶
علماء کا مقام	مولوی محمد عثمان سلیم صاحب	۵۸
تقریظ وتنقید		۶۰

❀❀❀

○ اس دائرے میں سرخ نشان اس بات کی علامت ہے کہ ماہ.......................
سے آپ کی مدتِ خریداری ختم ہوگئی ہے، آئندہ رسالہ جاری رکھنے کے لیے مبلغ
..................روپے ارسال فرمائیں۔

❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد !

ختم نبوت اسلام کا اہم ترین بنیادی عقیدہ ہے عقیدۂ توحید کی تکمیل رسالت اور ختم نبوت کے اعتقاد کے بغیر نہیں ہوتی اگر عقیدۂ رسالت میں تزلزل آجائے تو عقیدہ توحید بھی برقرار نہیں رہتا یہی وجہ ہے کہ انگریز کی پروردہ قادیانی جماعت عقیدہ ختم نبوت کی پامالی کے لیے ہمیشہ سے سرگرداں ہے۔ان کی کوشش ہے کہ اپنے کفر پر اسلام کی چادر اوڑھ کر مسلمانوں کی صفوں میں داخل ہو کر سادہ لوح مسلمانوں کے عقیدہ ختم نبوت میں بگاڑ پیدا کر کے اسلام کی بنیاد کو کھولا کر دیں تاکہ اسلام پر باہر سے حملہ آور ہونے والے اپنے آقاؤں کے کام کو آسان کر سکیں۔

حال ہی میں حکومتِ پاکستان نے پاسپورٹ سے مذہب کا خانہ ختم کر دیا ہے جبکہ یہ گزشتہ ۲۵ برس سے پاسپورٹ میں موجود تھا۔اس خانہ کو ختم کرنا نا صرف دیرینہ قادیانی عزائم کی تکمیل ہے بلکہ آئینی اور قانونی تقاضوں کی پامالی بھی ہے جس سے ملک میں عدمِ استحکام اور عوامی سطح پر زبردست بے چینی کا پیدا ہونا قدرتی امر ہے نیز حرمین شریفین میں قادیانیوں کے بلا روک ٹوک داخل ہونے کی راہیں ہموار ہوتی ہیں جس سے حرمین شریفین کے تقدس کی پامالی کے ساتھ ساتھ اس کے تحفظ کو بھی زبردست خطرات لاحق ہو گئے ہیں۔حکومت کے اس اقدام سے ہر سطح پر مسلمانوں کے جذبات بری طرح مجروح ہوئے ہیں لہٰذا اس حکومتی اقدام کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔

صدر اور وزیرِ اعظم کو چاہیے کہ فوری طور پر اس ناپسندیدہ اقدام کو ختم کرائیں اور پس پردہ اس کے ذمہ داروں کو بے نقاب کر کے قرارِ واقعی سزا دی جائے۔

اللہ تعالیٰ عالم اسلام کی اندرونی اور بیرونی فتنوں سے حفاظت فرمائے۔ آمین۔

نفیس بک بائنڈرز

ہمارے یہاں ''ڈائی دار اور لیمینیشن والی جلد'' بنانے کا کام انتہائی معیاری طور پر کیا جاتا ہے نیز قرآن مجید کی اعلیٰ قسم کی ''بکس والی جلد'' بھی خوبصورت انداز میں بنائی جاتی ہے۔ ہمارے یہاں روٹا مشین پر ''کلر پرنٹنگ'' (ٹائٹل وغیرہ کی چھپائی) کا کام بھی دیدہ زیب اور بازار سے رعایتی نرخ پر کیا جاتا ہے۔

مناسب نرخ پر معیاری جلد سازی اور طباعت کے لیے رجوع فرمائیں

6/ 16 ٹیپ روڈ نزد مین گیٹ گھوڑا ہسپتال لاہور

پروپرائیٹر : محمد سلیم و محمد ندیم

موبائل نمبر : 0300-9464017 , 0300-4293479

فون نمبر : 042-7322408

مولای صل وسلم دائما ابدا — درسِ حدیث — علی حبیبک خیر الخلق کلھم

حضرت اقدس پیرو مرشد مولانا سید حامد میاں صاحب رحمہ اللہ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہ نامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اِس فیض کو تاقیامت جاری و مقبول فرمائے۔ (آمین)

تخریج و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب

کیسٹ نمبر ۴۵ سائیڈ اے ۸۵۔۳۔۲۲

حضراتِ انصار سے محبت کا عام اعلان

جینا مرنا انصار کے ساتھ

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی خیر خلقہ سیّدنا ومولانا محمد وآلہٖ واصحابہ اجمعین اما بعد!

جناب رسول اللہ ﷺ نے انصار کی تعریف کی ہے اتنی زیادہ کہ ایک دفعہ ارشاد فرمایا **لَوْلَا الْھِجْرَۃُ لَکُنْتُ اِمْرَءً مِنَ الْاَنْصَارِ** [1] اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار میں سے ایک آدمی ہوتا **وَلَوْسَلَکَ النَّاسُ وَادِیًا وَسَلَکَتِ الْاَنْصَارُ وَادِیًا اَوْ شِعْبًا** اگر لوگ ایک وادی چلیں اور انصار ایک وادی چلیں یا شعب گھاٹی چلیں **لَسَلَکْتُ وَادِیَ الْاَنْصَارِ وَشِعْبِھَا** [2] تو میں اس وادی میں اس گھاٹی میں جسے انصار پسند کریں اور اختیار کریں اس میں چلنا پسند کرتا یا پسند کروں گا۔ ارشاد فرمایا ''**اَلْاَنْصَارُ شِعَارٌ وَالنَّاسُ دِثَارٌ**'' انصار میرے لیے اس کپڑے جیسے ہیں جو میرے بدن سے لگا ہوا ہے اور باقی لوگ وہ ایسے ہیں جیسے وہ کپڑا ہو جو اُوپر سے اوڑھا گیا ہو۔

انصار کے متعلق پیشین گوئی :

اِنَّکُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِیْ اَثَرَۃً یا اُثْرَۃً میرے بعد آپ لوگ یعنی انصار یہ دیکھیں گے کہ ترجیح دی جاتی ہے یعنی دوسرے لوگ اپنے آپ کو ترجیح دیں گے اور تمہیں ترجیح نہیں دیں گے۔

---

[1] مشکوۃ شریف ص ۵۷۶ [2] ایضاً

حضراتِ انصار کو نصیحت :

فَاصْبِرُوْا حَتّٰی تَلْقَوْنِیْ عَلَی الْحَوْضِ تو پھر تم اس روّیے پر صبر کرنا حتی کہ تم میرے سے حوضِ کوثر پر ملاقات کرو۔

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کا مزاج اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی دانائی :

فتح مکہ کے دن ایک قصہ پیش آگیا اور وہ یہ تھا کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہایت ہی سمجھداری سے ابوسفیان کو اسلام کی دعوت دی اور یہ کہا کہ اب اس کے سوا چارہ کار کوئی نہیں ہے کہ تم اسلام قبول کرلو۔ وہ مسلمان ہو گئے پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ ابوسفیان جو ہیں وہ کچھ ناموری چاہتے ہیں ابھی مسلمان ہوئے ہیں۔ کفر کے دور میں تو ناموری کی عادت تھی تو اگر ان کی کسی طرح عزت افزائی فرمادی جائے تو بہت بہتر ہوگا۔

فتح کے بعد امن نہ کہ قتل وغارت :

تو رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ یہ اعلان کردیں کہ مَنْ دَخَلَ دَارَاَبِیْ سُفْیَانَ فَھُوَاٰمِنٌ جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوجائے پناہ پکڑے وہ امن میں ہے۔ اب یہ بڑی اُن کی عزت افزائی کی بات ہوگئی اور یہ کہ مَنْ اَلْقَی السِّلَاحَ فَھُوَاٰمِنٌ جو ہتھیار ڈال دے وہ امن میں ہے۔ انصار فرماتے ہیں کہ کچھ ہم میں سے بعض لوگوں نے ایسی بات کہی کہ دیکھیے جناب رسول اللہ ﷺ کو اپنے خاندان کی طرف محبت، رغبت، نرمی پیدا ہوئی ہے۔ انھوں نے کہا تھا فِیْ قَرْیَتِہٖ اپنی بستی میں مکہ مکرمہ آپ کا وطن تھا اس میں داخل ہو رہے تھے اور جن سے لڑائی تھی یا جو ہتھیار ڈال رہے تھے اگرچہ ساری عمر کے دشمن تھے مگر قرابت داری بھی تھی اِن سے، یہ جملہ کسی نے کہا انصار میں سے۔ رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پر وحی اُتری۔ آقائے نامدار ﷺ نے ان کو بلایا اور بلا کر فرمایا کہ تمہارا خیال یہ ہے کہ اپنے خاندان کی اور اپنے شہر کی محبت اور رغبت میرے اُوپر غالب آگئی ہے۔

انصار کے خیال کی تردید :

کَلَّا ہرگز ایسے نہیں ہے اِنِّیْ عَبْدُاللّٰہِ وَرَسُوْلُہٗ میں خدا کا بندہ اور اُس کا رسول ہوں سچا رسول ہوں پیغمبر ہوں اُس کا بھیجا ہوا ہوں۔ ھَاجَرْتُ اِلَی اللّٰہِ وَاِلَیْکُمْ اَلْمَحْیَ مَحْیَاکُمْ وَالْمَمَاتُ مَمَاتُکُمْ میں نے ہجرت کرلی ہے یہاں سے، میں مکہ مکرمہ چھوڑ چکا ہوں یہ نہیں کہ میں یہاں آکر رہ جاؤں۔ اگر محبت کا غلبہ ہوتو پھر تو وطن سے زیادہ محبت ہوا کرتی ہے پھر تو ایسے ہوتا کہ میں یہاں آکر دوبارہ بس جاؤں لیکن ایسا نہیں ہے۔ میں نے ہجرت کی اللہ کے لیے اور ہجرت

حضراتِ انصار کو نصیحت :

فَاصْبِرُوْا حَتّٰی تَلْقَوْنِیْ عَلَی الْحَوْضِ تو پھر تم اس روّیے پر صبر کرنا حتی کہ تم میرے سے حوضِ کوثر پر ملاقات کرو۔

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کا مزاج اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی دانائی :

فتح مکہ کے دن ایک قصہ پیش آگیا اور وہ یہ تھا کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہایت ہی سمجھداری سے ابوسفیان کو اسلام کی دعوت دی اور یہ کہا کہ اب اس کے سوا چارہ کار کوئی نہیں ہے کہ تم اسلام قبول کرلو۔ وہ مسلمان ہو گئے پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ ابوسفیان جو ہیں وہ کچھ ناموری چاہتے ہیں ابھی مسلمان ہوئے ہیں۔ کفر کے دور میں تو ناموری کی عادت تھی تو اگر ان کی کسی طرح عزت افزائی فرما دی جائے تو بہت بہتر ہوگا۔

فتح کے بعد امن نہ کہ قتل و غارت :

تو رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ یہ اعلان کردیں کہ مَنْ دَخَلَ دَارَ اَبِیْ سُفْیَانَ فَھُوَ اٰمِنٌ جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے پناہ پکڑے وہ امن میں ہے۔ اب یہ بڑی اُن کی عزت افزائی کی بات ہوگئی اور یہ کہ مَنْ اَلْقَی السِّلَاحَ فَھُوَ اٰمِنٌ جو ہتھیار ڈال دے وہ امن میں ہے۔ انصار فرماتے ہیں کہ کچھ ہم میں سے بعض لوگوں نے ایسی بات کہی کہ دیکھئے جناب رسول اللہ ﷺ کو اپنے خاندان کی طرف محبت، رغبت، نرمی پیدا ہوئی ہے۔ انھوں نے کہا تھا فِیْ قَرْیَتِہٖ اپنی بستی میں مکہ مکرمہ آپ کا وطن تھا اس میں داخل ہو رہے تھے اور جن سے لڑائی تھی یا جو ہتھیار ڈال رہے تھے اگرچہ ساری عمر کے دشمن تھے مگر قرابت داری بھی تھی اِن سے، یہ جملہ کسی نے کہا انصار میں سے۔ رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پر وحی اُتری۔ آقائے نامدار ﷺ نے ان کو بلایا اور بلا کر فرمایا کہ تمہارا خیال یہ ہے کہ اپنے خاندان کی اور اپنے شہر کی محبت اور رغبت میرے اُوپر غالب آگئی ہے۔

انصار کے خیال کی تردید :

کَلَّا ہرگز ایسے نہیں ہے اِنِّیْ عَبْدُاللّٰہِ وَرَسُوْلُہٗ میں خدا کا بندہ اور اُس کا رسول ہوں سچا رسول ہوں پیغمبر ہوں اُس کا بھیجا ہوا ہوں۔ ھَاجَرْتُ اِلَی اللّٰہِ وَاِلَیْکُمْ اَلْمَحْیَ مَحْیَاکُمْ وَالْمَمَاتُ مَمَاتُکُمْ میں نے ہجرت کرلی ہے یہاں سے، میں مکہ مکرمہ چھوڑ چکا ہوں یہ نہیں کہ میں یہاں آکر رہ جاؤں۔ اگر محبت کا غلبہ ہوتو پھر تو وطن سے زیادہ محبت ہوا کرتی ہے پھر تو ایسے ہوتا کہ میں یہاں آکر دوبارہ بس جاؤں لیکن ایسا نہیں ہے۔ میں نے ہجرت کی اللہ کے لیے اور ہجرت

کر کے تمہارے پاس گیا ہوں اَلْمَحْیَ مَحْیَکُمْ وَالْمَمَاتُ مَمَاتُکُمْ زندگی ہے تو تمہارے ساتھ موت ہے تو تمہارے ساتھ۔

حضرت انصار کا محبت بھرا جواب :

قَالُوْا وہ کہنے لگے کہ ہم نے جو یہ جملہ کہا ہے بری نیت سے نہیں کہا وَاللّٰہِ مَاقُلْنَا اِلَّا ضَنًّا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ہمارے دل میں جو بات تھی وہ یہ تھی کہ ہم خدا اور اُس کے رسول کے بارے میں بڑے بخیل ہیں ہم چاہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بس ہمارے ہی پاس رہیں تو جو کچھ بھی ہم نے کہا وہ بھی جذباتِ محبت ہی تھے کہ جناب کو ہم نہیں چھوڑنا چاہتے۔ یہ ہم نہیں چاہتے تھے پسند نہیں کرتے تھے دل نہیں آمادہ ہوتا تھا کہ آپ ہمیں چھوڑ کر پھر مکہ مکرمہ میں آجائیں۔

محبت کی تصدیق اور عذر کی قبولیت :

ارشاد فرمایا فَاِنَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ یُصَدِّقَانِکُمْ وَیُعْذِرَانِکُمْ اللہ اور اس کے رسول تمہاری تصدیق کرتے ہیں کہ تم سچ کہہ رہے ہو اور تمہیں معذور قرار دیتے ہیں کہ یہ جملہ جو تمہاری زبان سے نکلا جملہ نامناسب ہے لیکن اس کا داعیہ نامناسب نہیں ہے وہ داعیہ صحیح تھا تو تصدیق اس کی ہوگئی اور الفاظ مناسب نہیں تھے تو تمہیں معذور قرار دیا اس نے یعنی معاف ہوگئے تمہارے وہ الفاظ اور نیت جو تمہاری تھی اس پر تصدیق ہوگئی۔ مطلب یہ ہے کہ تمہاری نیت تو تھی ہی اچھی تو وہ اچھائی رہی۔ آقائے نامدار ﷺ کا حال یہ تھا کہ آپ نے ایک دفعہ دیکھا بچے کچھ عورتیں ایک شادی سے آرہے ہیں رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوگئے اور فرمایا اَللّٰھُمَّ اَنْتُمْ مِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَیَّ. اَللّٰھُمَّ کا لفظ تو ایسے ہے جیسے کسی کو دیکھ کر اللہ اللہ کہہ دے کوئی، اس طرح سے ہے۔ اَنْتُمْ مِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَیَّ تم مجھے بہت ہی زیادہ محبوب ہو یعنی الانصار۔ مراد تھی یہ کہ انصار کرام جو ہیں وہ مجھ کو بہت زیادہ محبوب ہیں۔

آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو جنھوں نے کہ مدد کی قربانی دی اور اتنی قربانی دی کہ جتنے مہاجرین تھے اُن کے قیام کا تمام چیزوں کا انتظام کرنے میں جو اُن کی استطاعت میں تھا وہ کیا اور دل سے اُن کو رکھا ،دل سے اُن کو چاہا، اسلام کو چاہا، جہاد میں حصہ لیتے رہے، بہت کچھ ہوتا رہا۔ اور یہ بھی پہلے گزر چکا ہے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا تھا کہ انصار سے محبت ایمان کی نشانی ہے اور انصار سے نفرت اور بغض یہ نفاق کی نشانی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان کی محبت پر قائم رکھے ان کی محبت زیادہ پیدا فرمائے اور آخرت میں ان کا ساتھ عطا فرمائے۔ آمین۔ اختتامی دُعا..............

سلسلہ نمبر ۲

''الحامد ٹرسٹ'' نزد جامعہ مدنیہ جدید رائے ونڈ روڈ لاہور کی جانب سے شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم خطوط اور مضامین کو سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جو تاحال طبع نہیں ہوسکے جبکہ ان کی نوع بنوع خصوصیات اس بات کی متقاضی ہیں کہ افادۂ عام کی خاطر اِن کو شائع کردیا جائے۔ اسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد واخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تاکہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہوجائیں۔ (ادارہ)

خودشناسی

﴿ نظر ثانی وعنوانات : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلٰوۃ والسلام علی خیر خلقہ سیّدنا ومولانا محمد والہٖ واصحابہ اجمعین امابعد !

میرے مضمون کا عنوان ہے ''خودشناسی'' اس کا مطلب ہے اپنے آپ کو پہچاننا۔ اپنے آپ کو پہچاننا کئی طرح ہوسکتا ہے اس کی ایک بہت ہی مفید صورت یہ بھی ہے کہ بندہ اپنی حقیقت سامنے رکھے کہ وہ کتنا عاجز بے بس اور محتاج ہے اور اس کے بالمقابل اپنے پروردگار کی عظمت وقدرت، جلال وجبروت، قہر وغلبہ کا تصور کرے گویا خودشناسی کو خداشناسی کا ذریعہ بنائے۔ مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ جس نے اپنے آپ کو پہچان لیا یقیناً اُس نے اپنے رب کو بھی پہچان لیا مثلاً انسان یہ غور کرے کہ وہ کھانا کھاتا ہے پانی پیتا ہے مگر یہ قدرت نہیں رکھتا کہ اپنے ارادہ سے اسے ہضم کرسکے بلکہ اسے نہیں معلوم ہوتا کہ جسم کے اندر کیا عمل ہورہا ہے کس طرح خوراک اور کس طرح پانی جزوِ بدن بن رہے ہیں وہ کھاپی کر سوجاتا ہے گویا اور بھی زیادہ بے خبر ہوجاتا ہے لیکن جب اُٹھتا ہے تو طبیعت میں تازگی اور توانائی محسوس کرتا ہے اور اپنے منشاء کے کام میں بشاشتِ نفس سے لگ جاتا ہے۔ زندگی بھر انسان کا یہی معمول رہتا ہے لیکن کبھی اس طرف خیال نہیں جاتا کہ آخر میری بدنی صلاحیتوں کو بحال رکھنے والی نظروں سے غائب مگر حاضر ذات میرے ساتھ کیا کیا احسانات فرمارہی ہے اور کیسے کیسے میری تربیت کررہی ہے کہ میں اگر سوبھی جاتا ہوں تو پھر بھی وہ نظامِ بدنی کو قائم رکھتی ہے۔

اگر اس طرح انسان اپنی ذات ہی پر نظرِ غائر ڈالے تو اُسے یقیناً ذاتِ پروردگار نظر آجائیگی اور اسے خودشناسی

کے ساتھ خداشناسی حاصل ہوگی۔

بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰی نَفْسِہٖ بَصِیْرَةٌ وَّلَوْ اَلْقٰی مَعَاذِیْرَہٗ.(سورہ قیامۃ پ ۲۹) — بلکہ انسان اپنے اوپر خود شاہد ہے گو وہ کتنے ہی بہانے پیش کرے۔

کبھی انسان صحت مند ہے تو کبھی بیمار ہوتا ہے بیماری کی صورت میں وہ اتنا عاجز رہتا ہے کہ اپنی بیماری کو جو اُسی کے جسم میں ہوتی ہے نہیں پہچان سکتا اپنے باطن میں جھانک کر نہیں دیکھ سکتا، آخر علم ناقص مستعار لیتا ہے طبیب وڈاکٹر اسے دیکھتے ہیں حالات سنتے ہیں طرح طرح کے ٹیسٹ لیتے ہیں پھر بیماری کے بارے میں رائے قائم کرتے ہیں اور بعض اوقات پھر بھی بیماری کسی کی سمجھ میں نہیں آتی یا سمجھ میں آجاتی ہے مگر سب اس کے علاج سے قاصر رہتے ہیں اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک انسان معمولی سی بیماری محسوس کرتا ہے ڈاکٹر بھی معمولی ہی سمجھ کر علاج شروع کرتے ہیں مگر وہ بجائے صحتمند ہونے کے اور بیمار ہوتا چلا جاتا ہے۔

کیا یہ انسان کی کھلی ہوئی عاجزی نہیں کہ دستِ قدرت اتنا لطیف وقوی ہے کہ اس کے سامنے سب عاجز آجاتے ہیں اسی لیے سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک دُعا میں ارشاد فرمایا ہے :

لَا شِفَآءَ اِلَّا شِفَآئُکَ — خداوندا تیری شفاء کے سوا کوئی شفاء نہیں یعنی حقیقتاً شفاء تو ہی بخش سکتا ہے۔

وجدانیات کے لیے یعنی اُن چیزوں کے لیے جو انسان اپنے اندر پاتا ہے کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہوا کرتی۔ وہ اس کے لیے ایسی ہوتی ہیں جیسے مشاہدہ مثلاً کسی شخص کے سر میں درد ہو تو اُسے اس کے لیے کسی دلیل کی ضرورت نہ ہوگی وہ خود یقین کے ساتھ اپنے درد کو محسوس کرے گا ایسے ہی خوشی اور غم، محبت اور نفرت ایسی وجدانی کیفیات ہیں جن کے لیے اُس انسان کو جو انہیں محسوس کر رہا ہو کسی دلیل کی حاجت نہیں ہوتی۔

لہٰذا اگر انسان خود شناسی کے ذیل میں ان تصرفاتِ قدرت پر نظر رکھے جو اُسے اپنی ذات میں نظر آسکتے ہیں تو اُسے معرفتِ خدا کے وجدانی دلائل دکھائی دیں گے۔

ارشادِ ربانی ہے :

سَنُرِیْھِمْ اٰیٰتِنَا فِی الْاٰفَاقِ وَفِیْ اَنْفُسِھِمْ حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَھُمْ اَنَّہُ الْحَقُّ (پ ۲۵ رکوع ۱) — عنقریب ہم اپنی نشانیاں انہیں دنیا میں دکھائیں گے اور خود اُن کے نفس میں یہاں تک کہ اُن پر واضح ہو جائے گا کہ وہی حق ہے

غرض ایک بالکل بے پڑھا لکھا انسان بھی اگر اس طرح غور کرے تو اُسے اپنی ذات میں خداوندِ کریم کی ذات پاک کی معرفت ملے گی۔

ارشادِ خداوندی ہے :

وَفِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ (پ ۲۶ سورۂ ذاریات رکوع نمبر ۱)	اور خود تمہارے نفسوں میں بھی۔ پس کیا تم غور سے نہیں دیکھتے۔

انسان خودشناسی کے راستہ منزلیں طے کرتا ہوا خداشناسی تک جا پہنچتا ہے کیونکہ ایک طرف جب وہ اپنی حقیقت اور اپنی صفات پر نظر ڈالتا ہے تو ہر طرف کمی اور خامی نظر آتی ہے، دوسری طرف ذات خداوندی کے بارے میں سوچتا ہے تو وہ ذات بے عیب اور کمالات سے متصف مشہود ہوتی ہے۔ حق تعالیٰ کا ''قیوم'' ہونا کہ وہ تمام ہی مخلوق کو قائم رکھے ہوئے ہے اس کا ''حی'' ہونا کہ درحقیقت وہی صفت حیات سے متصف ہے یا جسے وہ حیات مستعار بخش دے، اس کا ''مُمِیْت'' ہونا ''علیم'' ہونا، ''خبیر'' ہونا جتنی بھی صفات ہیں اُن سب صفات سے معرفتِ باری تعالیٰ کے دروازے کھلتے چلے جاتے ہیں اور اللہ کا وعدہ ہے۔

وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰہَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ (پ ۲۱ رکوع نمبر ۳)	اور جنھوں نے ہمارے لیے کوشش کی ہم انہیں ضرور اپنی راہیں سمجھا دیں گے اور بیشک اللہ نیکو کاروں کے ساتھ ہے

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی معرفتِ کاملہ نصیب فرمائے۔

❁❁❁

حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب مہتمم جامعہ مدنیہ جدید ہر انگریزی مہینے کے پہلے ہفتہ کو عصر کی نماز کے بعد بمقام 537-A فیصل ٹاؤن نزد جناح ہسپتال مستورات کو حدیث شریف کا درس دیتے ہیں۔ خواتین کو شرکت کی عام دعوت ہے۔ (ادارہ)

❁❁❁

وفیات

موت العالِم موت العالَم

گزشتہ ماہ ۱۹ر رمضان المبارک کو دارالعلوم کبیر والا کے مہتمم اور شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد انور صاحب رحمۃ اللہ علیہ لاہور کے میو ہسپتال میں دل اور جگر کے عارضہ کی وجہ سے انتقال فرماگئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مولانا طویل عرصہ سے دل کے مریض تھے ہسپتال میں داخل ہونے سے تقریباً ایک ہفتہ پہلے علاج کی غرض سے لاہور تشریف لے آئے اور جامعہ مدنیہ میں قیام پذیر رہے۔ مولانا کی وفات جہاں دارالعلوم کبیر والا کے لیے بہت بڑا حادثہ ہے وہاں علمی حلقہ کے لیے بھی بہت بڑا خلا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت مولاناؒ کی دینی خدمات کو قبول فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ اُن کے اہلِ خانہ کو صبرِ جمیل عطا فرمائے اور دارالعلوم کبیر والا کو ہر قسم کے شرور وفتن سے محفوظ فرما کر ظاہری و باطنی ترقیات سے سرفراز فرمائے۔ آمین۔

گزشتہ ماہ مورخہ ۱۹ر رمضان المبارک کو جناب بھائی خلیل صاحب کے والد صاحب طویل علالت کے بعد وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم پابندِ صوم وصلوۃ اور دعا گو انسان تھے۔ ان کی وفات پر اہلِ ادارہ بھائی خلیل صاحب سے تعزیت کرتے ہوئے دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرما کر آخرت کے بلند درجات عطا فرمائے۔ آمین۔

جملہ مرحومین کے لیے جامعہ مدنیہ جدید اور خانقاہ حامدیہ میں ایصالِ ثواب اور دعائے مغفرت کرائی گئی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین۔

جامعہ مدنیہ جدید کا ای میل ایڈریس

jmj786_56@hotmail.com

الوداعی خطاب

جامعہ مدنیہ جدید میں ۲۷ رشعبان المعظم کو صبح گیارہ بجے حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب نے دورہ صرف ونحو کے تقریباً ۸۰۰ طلباء سے الوداعی خطاب کیا، اس کی افادیت کے پیش نظر اسے شائع کیا جارہا ہے، قارئین کرام یہ خطاب ملاحظہ فرمائیں۔ (ادارہ)

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی خیر خلقہ سیّدنا ومولانا محمد وآلہٖ واصحابہ اجمعین امابعد!

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ اللہ تعالیٰ زمانے کی اور عصر کی قسم کھا کر فرماتے ہیں :

باعمل مومن کے سوا ہر انسان خسارے میں ہے :

کہ انسان خسارے میں ہے ہر انسان بہت نقصان کی طرف جارہا ہے اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتُ سوائے ان لوگوں کے کہ جو ایمان لائے اور اعمال صالحہ کیے۔ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ اور آپس میں انھوں نے ایک دوسرے کو حق کی نصیحت کی اور صبر کی نصیحت کی۔ تلقین کی کہ دیکھو حق کو تھامے رہو حق پر قائم رہو۔ اس راستے سے مت ہٹو اور اس میں آنے والی مشکلات پر صبر کرو۔

حق اور مصائب ساتھ ساتھ :

کیونکہ حق اور مصیبت یہ لازم اور ملزوم ہیں جہاں بھی حق ہوتا ہے اور جب بھی انسان راہ حق میں قدم رکھتا ہے تو مشکلات اور مصائب اُس کے راہ کی رکاوٹیں بنتے ہیں۔ یہ دستور ہے اسی طرح ہوتا چلا آیا ہے اور اسی طرح آئندہ بھی ہوتا رہے گا۔ اس میں تبدیلی نہیں آئے گی۔ تو بس یہ لوگ جو ہیں جو ایمان لائیں گے اللہ تعالیٰ کی ذات پر اُس کے نبیوں پر اُس کی کتابوں پر اُس کے فرشتوں پر تقدیر پر قیامت کے دن پر۔ اِن چیزوں پر جن لوگوں کا ایمان ہوگا اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو بشارت دے رہے ہیں کہ یہ خسارے سے بچے ہوئے ہیں نقصان والے نہیں ہیں اور اس اعتقاد کے ساتھ ساتھ عمل صالح بھی ہو اُن کا۔

عمل صالح کا مطلب :

اور عمل صالح کا مطلب ہے اتباع سنت، کہ یہ لوگ متبع سنت ہوں اور مومن ہوں۔ ایسے مومن جو عامل ہوتے

ہیں باعمل مومن ہوں بدعمل مومن نہ ہوں۔ اتباعِ سنت ایسی چیز ہے کہ جب انسان اس کو اختیار کر لیتا ہے تو سیدھا کامیابی کے دروازے پر چلا جاتا ہے بس اس کو اختیار کر کے پھر آنکھیں بند کر لے پھر اور کسی طرف مت دیکھے۔

مثال سے وضاحت :

جیسے نابینا جس پر اُس کو اطمینان ہوتا ہے اُس کو اپنا ہاتھ پکڑا کر پھر اطمینان سے چل پڑتا ہے حالانکہ اسے نظر نہیں آرہا ہے لیکن جب اسے کسی پر اطمینان ہو گا جیسے اس کا بیٹا ہے اُس کا باپ ہے اُس کا استاد ہے اُس کا شاگرد ہے۔ مخلص وہمدرد نے جب اُس کا ہاتھ پکڑ لیا تو وہ بے فکر ہو کر چلتا ہے اور وہ یہ کہتا ہے دل میں یہ سوچتا ہے کہ اس راستے کا جو بھی اُتار چڑھاؤ جو اس راستے کا ہو گا یہ مجھے بچاتا رہے گا اور میں اس طرح چلتا رہوں گا تو اتباعِ سنت جو ہے سنت نبوی یہ مرشدِ متحکم ہے۔ یہ ایسی کسوٹی ہے کہ جس پر انسان خود اپنے آپ کو بھی پرکھتا ہے اور اپنے استاد اپنے مربی اپنے مرشد اس کو بھی، اگر اس کی پرکھ پر وہ صحیح اُتر آئے تو وہ صحیح ہے ورنہ نہیں۔ اصل مرشد جو ہے ہمارا وہ اُسوۂ حسنہ ہے یعنی کہ سنتِ رسول اللہ ﷺ ہے تو جیسے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت کو ہم نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات سے جُدا کر کے نہیں محسوس کر سکتے اور نہیں حاصل کر سکتے ایسے ہی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت کو نبی علیہ الصلوٰۃ السلام کے نائبین سے جدا کر کے بھی حاصل نہیں کر سکتے اس لیے جو انبیاء علیہم السلام کے صحیح وارث ہیں اُن کا دامن تھامنا ضروری ہے۔

اشکال کا رفع :

میری اس بات کا اگر کوئی یہ مطلب لے کہ جب متحکم مرشد اتباعِ سنت ہوئی تو پھر کسی مرشد کی اور کسی رہبر کی ضرورت نہیں ہے۔ ذہن میں بات آسکتی ہے لیکن یہ بات صحیح نہیں کیونکہ جیسے سنت کا وجود نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات بابرکات کے بغیر نہیں پایا جاسکتا ان سے جدا ہو کر کہیں کسی سنت کا وجود نہیں ملے گا وہ نبی علیہ السلام سے منسوب ہو کر ہی پائی جاسکتی ہے۔ آپ سے اگر سنت کٹ گئی تو وہ نہیں پائی جاسکتی۔ ایسے ہی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غیر موجودگی میں اُن کے نائبین سے کٹ کر سنت نہیں ملے گی کیونکہ سنت تو ایک عملی چیز ہے۔ یہ عمل اور نمونہ آپ کو دیکھ کر سمجھ میں آئے گا عمل کرتے ہوئے ورنہ صرف پڑھنے سے سمجھ میں نہیں آئے گا اس ماحول اور صحبت میں اس کی مشق ہوتی ہے اس کے بغیر سمجھ میں نہیں آسکتا۔

مثال سے وضاحت :

مثال کے طور پر آپ نے کتابیں پڑھ لیں تیراکی کی۔ ماہرین تیراکی کے جو ہیں بڑے بڑے ماہرین کی کتابیں پڑھ لیں کہ تیراکی کا طریقہ یہ ہے تیرنا اس طرح ہوتا ہے اور اس طرح اس میں ہاتھ مارا جاتا ہے اس طرح اس میں پاؤں

مارا جاتا ہے اس طرح اس میں سانس بند کیا جاتا ہے اس طرح اس میں سانس لیا جاتا ہے اور اس رخ پر تیرا جاتا ہے اور اس رُخ پر نہیں تیرا جاتا، سب چیزیں پڑھ لیں آپ نے ڈیڑھ سال دو سال تین سال چار سال ساری ماہرین کی کتابیں لائبریری میں کھنگال لیں آپ نے۔اسی طرح گھوڑے چلانے کے جو ماہرین ہیں بڑے بڑے شاہسوار اُن کی کتابیں بھی پڑھ لیں آپ نے کہ گھوڑا ایسے چلتا ہے اور گھوڑے کی یہ یہ نسل ہوتی ہے، اس نسل کا گھوڑا ایسے چلے گا اس نسل کا گھوڑا ایسے چلے گا، اس کو اس طرح چلانا ہے اس کو اس طرح چلانا ہے اس کی لگام باگ اس طرح قابو رکھنی ہے اس پر ایڑ ایسے لگانی ہے اُس کا یہ نظام ہوتا ہے اور اِس کا یہ نظام ہوتا ہے، سب پڑھ لیا آپ نے اور یہ پڑھ کر آپ کو اطمینان ہو گیا کہ اب کوئی بڑی کتاب میں نے نہیں چھوڑی لیکن آپ نے کسی ماہر شہسوار کی تربیت نہیں اختیار کی اُس کی صحبت میں رہ کر سیکھا نہیں۔ کسی ماہر تیراک کے زیرِ سایہ رہ کر آپ نے دریا کے پانی میں قدم نہیں ڈالا اب اگر آپ نے کسی دریا میں چھلانگ ماردی ساری کتابیں پڑھنے کے بعد تو سوائے ڈوبنے کے کوئی انجام نہیں ہوگا پھر ڈوب ہی جائیں گے۔ جس نے نہیں پڑھی کتاب وہ بھی ڈوبے گا اور جس نے ساری کتابیں پڑھ کر محنت کی وہ بھی ڈوبے گا دونوں کا ایک ہی انجام ہوگا کوئی فرق نہیں اُس کے اور اس کے درمیان۔

جس نے گھوڑے پر سواری نہیں کی اور پڑھ لیں کتابیں اور گھوڑے پر سوار ہو گیا گھوڑا اُس کو پٹخنی دے کے رہے گا۔ جس نے پڑھ رکھی ہے کتاب اُسے بھی پٹخنی ملے گی اور جس نے کوئی کتاب نہیں پڑھ رکھی اُسے بھی پٹخنی ملے گی کیونکہ آپ نے کسی گھوڑے چلانے والے کی صحبت میں رہ کر اس کی مشق نہیں کی۔ مشق کریں گے تو آئے گا ورنہ نہیں آئے گا اس کی مشق سے ہٹ کر جو کچھ آپ پڑھ لیں گے بس وہ ایک علم کی معلومات کی ایک حد تک کافی ہوگا لیکن آپ کی عملی زندگی میں وہ کافی نہیں۔ ساری محنت بیکار جائے گی جب ٹیڑھا وقت آئے گا تو بے سروسامانی کا عالم ہوگا بے آسرا رہیں گے اور اگر کوئی کتاب نہیں پڑھی لیکن ماہر گھوڑے سوار کے پاس آپ رہے محنت کی کبھی اس کا نعل لگا رہے ہیں کبھی اس کا لید اُٹھا رہے ہیں کبھی اس کی مالش کر رہے ہیں کبھی مشین سے بال کاٹ رہے ہیں اس کے، کبھی یہ کر رہے ہیں کبھی وہ کر رہے ہیں اُستاد کے حکم کے مطابق کام کر رہے ہیں کبھی اُس کی زین اُتار رہے ہیں کبھی زین کس رہے ہیں سال دو سال گزار دیئے، آپ اس طرح اس کی تربیت میں رہے، اب آپ کے پاس جب بھی کوئی گھوڑا آ جائے گا کیسا ہی سرکش گھوڑا کیوں نہ ہو آپ اُسے قابو کر لیں گے کیونکہ آپ نے عملی تربیت میں وقت گزارا ہے عملی مشق کی ہے آپ کسی استاد کی تربیت میں پانی میں اُتر گئے تیرتے رہے ڈبکیاں بھی ملیں کبھی ڈبکی لگی کبھی نکل آئے کبھی ڈوبے تو وہ موجود تھا آپ کو ڈوبنے سے بچا لیتا تھا کہیں گہرا پانی آتا تھا تو وہ تمہیں سہارا دیتا تھا آہستہ آہستہ ماہر بن گئے پھر جب آپ پانی میں اُتریں گے تو پھر آپ پانی پر حاوی ہوں گے پانی آپ پر حاوی نہیں ہوگا۔

صحبت کے بغیر دین پر عمل کرنا مشکل ہے :

اس لیے نبی علیہ السلام کی اتباع جو ہے سنت کی اتباع یہ علماء عاملین کی تربیت کے بغیر نہیں مل سکتی ہے جب تک کسی کی صحبت اختیار نہیں کریں گے آپ ، تو اس میں آپ کے قدم راسخ نہیں ہو سکیں گے ۔ غیر مقلد جو ہیں وہ اسی مصیبت میں مبتلا ہیں یہی چیز ان کی سمجھ میں نہیں آتی خدا کرے یہ ان کی سمجھ میں آجائے تو وہ پھر گمراہیوں سے بچ جائیں گے ان پر دروازہ گمراہیوں کا کھل چکا ہے میں نہیں کہتا کہ وہ گمراہ ہو جاتے ہیں ہدایت پر بھی رہ سکتے ہیں لیکن دروازہ کھل جاتا ہے گمراہیوں کا کسی وقت بھی پڑ سکتے ہیں گمراہی میں جیسے کتاب پڑھنے والا جس نے ساری تیرا کی کی کتابیں پڑھ لیں بہت علم ہو گیا لیکن کبھی اُسے پانی میں اُترنے کا موقع نہیں ملا تو وہ ڈوبے گا بھی نہیں اسی طرح کوئی غیر مقلد گمراہی سے بچ جائے تو بچ جائے لیکن جب کبھی سامنا ہو گیا اس کا باطل سے تو وہاں اس کو مصیبت آجائے گی اس کی سمجھ میں نہیں آئے گا کہ میں کیا کروں تو کسی کی صحبت میں رہنا اور اپنا ہاتھ کسی کے ہاتھ میں دینا یہ ضروری ہوتا ہے اور اُستاد کی صحبت میں اور مربی کی صحبت میں جب انسان آتا ہے تو وہ اپنی عقل کو ختم کر دیتا ہے وہاں اپنی سوچ اپنا دماغ اپنی فکر سب ختم کر دیتا ہے وہاں یہ نہ سوچے کہ یہ یوں ہے یا یہ یوں ہونا چاہیے بس یہ جو کہہ رہا ہے ٹھیک کہہ رہا ہے ۔

ورکشاپ کا جو مستری ہوتا ہے مکینک وہ بجلی کی تار سے اپنے شاگرد کو مارتا ہے ذرا سا پیچ یوں کر دے ذرا سا الٹا کر دے اور گالیاں جو دیتا ہے وہ تو العیاذ باللہ ، وہ تو نئی سے نئی گالی روز ایجاد کرتے ہیں موجد ہوتے ہیں گالیوں کے ، وہ گالیاں بھی اس لڑکے کو شاگرد کو دیتا ہے اور اس تار سے اس کو مار کر تڑپا دیتا ہے نٹ غلط کر دے اور وہ اسی استاد کے پاس چمٹا رہتا ہے چپکا رہتا ہے اُسے چھوڑتا ہی نہیں ، گالیاں سن رہا ہے شام کو جب گھر جاتا ہے تو غریب چونکہ ہوتا ہے ماں رو رہی ہوتی ہے غربت کی وجہ سے ، اپنے بچے کو یہاں بٹھانے پر مجبور ہوں میں اسے اُٹھا نہیں سکتی بچہ بھی روتا ہے ماں سے لپٹ کر کہ میں بھی نہیں چھوڑ سکتا کہاں سے کھائیں گے اس کی شکل کو دیکھ کو ماں روتی ہے اور تڑپتی ہے باپ روتا ہے تڑپتا ہے مگر مجبور ہیں اس کو بٹھانے پر ، لیکن وہ کام پر بیٹھا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اس مرحلہ سے گزر کر ایک ماہر مستری بن جاتا ہے اور اپنا الگ ورکشاپ کر لیتا ہے ۔

گاڑی کا طریقہ آپ کسی سے پوچھ لیں سمجھ لیں اچھی طرح سمجھ لیں ذہن نشین کر لیں کہ ایسے ایکسیلیٹر دبانا ہے ایسے کلچ دبانا ہے اور اس کا توازن ایسے رکھنا ہے اس مرحلے پر بریک لگتی ہے اس مرحلے پر گیئر تبدیل ہوتا ہے اسٹیرنگ کا یہ طریقہ ہے اور خوب سمجھ کر ذہن نشین ہو کر رائیونڈ روڈ پر نکل کر تو دیکھیں کہ کیا ہوگا ۔ اللہ پناہ دے پچھلے سال ہمارے ایک طالب علم کا حشر یہی ہو گیا تھا سب کو پتہ ہے ، اسے چلانی نہیں آتی تھی کسی سے سیکھی موٹر سائیکل اور یہاں روڈ پر لے گیا لال

مسجد کے قریب پہنچتے ہی ایکسیڈنٹ ہوگیا، بس کے نیچے آگیا زخمی ہوگیا اللہ نے جان بچائی۔ کیوں ہوا ایسا؟ اس لیے کہ کسی معلم کو اختیار نہیں کیا تھا، معلم کی اجازت کے بغیر آگیا تھا اس لیے نقصان ہوا، اگر معلم کو اختیار کرتا اور وہ جب کہتا کہ اب تم جاسکتے ہو یہ گاڑی لے کر یا موٹر سائیکل لے کر تو پھر یہ صورت حال پیش نہ آتی۔

تو یہ ایسا پختہ اصول ہے جو میں نے عرض کیا آپ کو کہ اس میں تخلف نہیں ہوتا اس کو اختیار کرنا ہی پڑتا ہے یہ صدیوں سے چلا آرہا ہے دینی معاملات ہوں تو یہی اصول ہے دنیاوی معاملات ہوں تو بھی یہی اصول ہے دونوں کی مثالیں دیدیں میں نے آپ کو اس لیے اتباع سنت کے سوا چارہ نہیں۔

آپ مقصد کی طرف بڑھنا شروع ہوئے ہیں :

یہ جو آپ علوم دین حاصل کررہے ہیں آپ نے صَرف پڑھی اس مہینے میں نحو پڑھی، اس کی مشق کی۔ صرف اور نحو کی مشق سے صرف عربی کی مہارت ہی مقصود نہیں ہے وہ تو معاونت کے لیے آپ پڑھ رہے ہیں تاکہ مہارت ہوجائے اور یہ چیزیں مددگار بن جائیں۔ سنت پر مطلع ہونے کی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دین کو سمجھنے میں چونکہ یہ چیزیں مددگار ہیں میری اس لیے میں انہی سیکھ رہا ہوں، اصل چیز یہ نہیں ہے ابھی اصل چیز سے بہت دور ہیں آپ۔ اصل چیز کی طرف بڑھنا شروع ہوگئے ہیں الحمد للہ، اس پر اللہ کا شکر کرنا چاہیے کہ اللہ نے اس راستے پر ڈال دیا۔ جب اس راستے پر ڈل گیا آدمی تو کوئی تیز چل رہا ہے کوئی آہستہ چل رہا ہے لیکن بالآخر وہ صحیح جگہ ہی پہنچے گا انشاء اللہ کیونکہ راستہ صحیح ہے خدانخواستہ راستہ غلط ہوجائے تو پھر تیز چلے یا آہستہ چلے بالآخر خرابی کی طرف اور نقصان کی طرف نکل جاتا ہے، تو اب مقصود کی طرف آپ جارہے ہیں، اس میں لگے رہیں لگن سے لگے رہیں دیوانوں کی طرح لگے رہیں دیوانہ وار۔ آپ کو لوگ بدھو کہیں بیوقوف کہیں جاہل کہیں دیوانہ کہیں کچھ کہیں پروانہ کریں۔ چاہے وہ کہیں تم کسی کام کے نہیں رہو گے جو چاہے کہتے رہیں آپ اس پر چلتے رہیں۔

آپ کو اپنے کام کی اہمیت کا اندازہ نہیں ہے :

آپ جس راستے پر ہیں اور جس چیز میں لگے ہوئے ہیں اس کا اندازہ آپ کو نہیں کہ کتنی اہم چیز ہے جیسے مچھلی جب پانی کے اندر رہوتی ہے تو اسے اندازہ نہیں ہوتا کہ میرے لیے پانی کتنی اہم چیز ہے اسے پانی سے باہر نکال کر دیکھیں پھر دیکھیں اس کا تڑپنا پھر اسے پتہ چلتا ہے کہ پانی میرے لیے کتنی اہم چیز ہے تو جب تک ہمیں ہوا میسر ہے آسانی کے ساتھ، ہمیں پتہ بھی نہیں چلتا کہ ہم سانس لے بھی رہے ہیں کہ نہیں لے رہے، تصور ہی نہیں جاتا کہ سانس لے بھی رہے ہیں کہ نہیں لے رہے، اتنی دیر سے میں بیان کررہا ہوں آپ بیان سن رہے ہیں اس بات کی طرف دھیان شاید ہی کسی کا

گیا ہو کہ سانس لے رہے ہیں اور ایک ہوا ہے موجود ہے اِس سے ہم سانس لے رہے ہیں یا نہیں لے رہے، ہر وقت چونکہ اس میں رہ رہے ہیں اس کی قدر نہیں ہے تھوڑی سی دیر کے لیے ہوا اگر بند ہو جائے تو پھر اندازہ ہوگا کہ یہ ہوا میرے لیے کتنی بڑی نعمت ہے۔ ایسے ہی بلندی پر چلے جائیں آپ جہاں آکسیجن نہیں ہے کم ہو جاتی ہے، سانس گھٹنے لگتا ہے یہ لوگ جو سڑک کے راستے چین وغیرہ جاتے ہیں اور شاہراہِ قراقرم اور یہ جو شاہراہیں بنی ہوئی ہیں چین جانے کے لیے اُس میں جب وہ بسیں بلندی پر جاتی ہیں بہت زیادہ تو وہاں بعض مسافروں کا سانس گھٹنے لگتا ہے کیونکہ بلندی پر جا کر آکسیجن کی کمی ہوتی ہے انہیں پھر احساس ہوتا ہے کہ یہ ہوا اِتنی بڑی نعمت ہے۔ اس لیے ہمیں اور آپ کو اس نعمت کی قدر نہیں جو اللہ نے ہمیں دے دی اور وہ نعمت ہمارا اوڑھنا بچھونا بن چکی ہے اس لیے ہماری نظر میں وہ معمولی چیز ہوگئی حالانکہ معمولی نہیں، بہت بڑا انظام ہے اللہ کا جس پر ہمیں اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ آپ کتنی بڑی نعمت میں ہیں آپ کو میں اسکی وجہ بتاتا ہوں جس سے آپ کو اندازہ ہوگا اور وہ ایسی ناقابلِ تردید دلیل ہے اس دلیل کے بعد آپ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں کہ اللہ نے آپ کو حق پر رکھا ہے۔

دینی مدارس اور برطانیہ کا وزیر اعظم :

یکم اکتوبر یا دو اکتوبر تھی یا ستمبر کا آخری دن تھا ہمارے ایک دوست ہیں لندن میں اُن کا فون آیا رات کے وقت وہ مجھے کہنے لگے کہ آج آپ کو معلوم ہے کہ ہمارے وزیر اعظم ٹونی بلیئر نے کیا کہا ہے وہ وہیں برطانیہ کے رہنے والے ہیں، کہنے لگے آج اس نے جو کچھ دل میں تھی بات وہ اُگل دی ہے اب تک وہ اشاروں میں یہ بات کرتا تھا آج اس نے علی الاعلان یہ بات کہی وہ کہہ رہے تھے کہ اس نے یہ کہا ہے آج "کہ پاکستان کے دینی مدارس اور سعودی عرب کے وہابی ان سے ہماری کھلی جنگ ہے اور یہ جنگ نا ختم ہونے والی ہے اور ایک لمبی جنگ کے لیے عوام کو تیار ہو جانا چاہیے، اور اُس نے اعلان کیا کہ ہم کسی قیمت پر اِن مدارس کے وجود کو برقرار نہیں رہنے دے سکتے"۔ اس عہد کا اُس نے اعلان کیا برطانیہ میں لندن میں ٹونی بلیئر نے۔ آپ کو معلوم ہے کہ یہ دلیل ہے سب سے بڑی کہ آپ لوگ الحمد للہ حق پر ہیں اس لیے کہ کفر آپ کو کہتا ہے کہ یہ میرا مدِمقابل ہے کفر کا کفر مدِمقابل کبھی نہیں ہوتا کیونکہ کفر کے بارے میں آتا ہے **الکفر ملة واحدہ** کفر ایک ملت ہے کفر کا مدِمقابل کفر نہیں ہے باطل کا مدِمقابل باطل نہیں ہے، ان یہودیوں کا عیسائیوں کا مدِمقابل قادیانی نہیں ہے شیعہ نہیں ہے پرویزی نہیں ہے ان کا مدِمقابل اگر ہیں تو صرف اہلِ حق ہیں اور کوئی نہیں ہے۔

اس نے اعلان کیا کہ ان کے وجود کو ہم کبھی برداشت نہیں کریں گے، یہ دلیل ہے اس بات کی کہ الحمد للہ آپ لوگ حق پر ہیں اور ایسے حق پر ہیں کہ جس حق نے کفر کی نیندیں حرام کر رکھی ہیں۔ وہ پریشان ہیں جس کے پاس دُنیا کے

وسائل ہیں ایٹم بم ہیں، میزائل اور راکٹ ہیں، ہوائی جہاز ہیں اور ایسے خطرناک ہوائی جہاز ہیں کہ وہ برطانیہ سے اُڑتے ہیں ایک پرواز میں عراق پر بمباری کر کے واپس برطانیہ چلے جاتے ہیں راستے میں اُترنے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی، اتنی لمبی پرواز کرتے ہیں اور آپ اُن کے مقابلے میں بوریا نشین ہیں پوری صفیں بھی آپ کو سالم نہیں ملتیں کچھ صفیں سالم ہوتی ہیں کچھ ٹوٹی پھوٹی ہوتی ہیں، کسی کے پاس سونے کے لیے بستر ہوتا ہے کسی کے پاس بستر بھی نہیں ہوتا، کسی کے پاس کرایہ نہیں ہوتا گھر واپس جانے کا، کسی کے پاس دوا کے لیے پیسے نہیں ہوتے۔ غربت ہے افلاس ہے بے سروسامانی ہے اور ہتھیار ہے تو صرف ایک کتاب ہے آپ کے پاس کوئی گن نہیں کوئی بندوق نہیں، یہاں آکر تلاشی کوئی لے تو شاید ایک گولی بھی کسی کو نہ ملے خنجر بھی کسی کو نہ ملے طالب علم کے پاس۔ اس کے باوجود وہ پانچ ہزار میل دور کے فاصلے پر بیٹھا ہوا اعلان کرتا ہے کہ ہمارا اِن سے مقابلہ ہے اور ہم ان کے وجود کو کبھی برداشت نہیں کریں گے۔ اس لیے آپ کو معلوم نہیں کہ آپ کس مقام پر ہیں کفر سے پوچھیں کہ آپ کس مقام پر ہیں وہ بتا رہا ہے وہ اعلان کر رہا ہے وہاں بیٹھ کر کے مدارس ہمارے مدمقابل ہیں۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ وہ کہتا یہ بوریا نشین یہ ٹوٹے پھوٹے پرانے کپڑے پہننے والے میری توہین ہے کہ میں ان کو اپنا مدمقابل کہوں لیکن اللہ نے اس کی فرعونیت کو خاک میں ملا دیا، اگر دوسرے معنی میں دیکھا جائے تو وہ اپنی فرعونیت کی پامالی کر رہا ہے کہ اللہ نے ان بے سروسامان اور نہتے لوگوں کا ایسا رُعب اور دبدبہ کفر پر ڈال دیا کہ ان نہتوں کو وہ اپنا مدمقابل تصور کرتا ہے۔ یہ کیوں ہے؟ یہ اس لیے ہے کہ ہمارا تعلق ایسے لوگوں کے ساتھ اور ایسے لوگوں کے ہم لوگ جوتے اُٹھانے والے ہیں کہ جن کا تعلق اللہ تعالیٰ کی ذات سے بہت قوی ہے اس کی برکت ہے۔ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے کفر کے دلوں میں رُعب ڈال دیا ہے وہ مجھے فون پر پندرہ سولہ منٹ تک اس کی گفتگو سُناتے رہے تو سعودی عرب کے وہابی پتہ نہیں کیا ہیں کیا نہیں ہمیں تو پتہ نہیں اللہ ہی جانے کیا ہیں۔ بہرحال اس نے یہ بات کہی اس کی مراد یہ ہے کہ چونکہ سعودی عرب سے مجاہدین عراق میں آجاتے ہیں لڑنے کے لیے، وہ مار رہے ہیں ان کو آکر، ان کا مقابلہ کر رہے ہیں اس لیے وہ سعودی وہابی کہہ کر مجاہدین کو وہابی سے تعبیر کر رہا ہے حالانکہ وہ مجاہدین وہابی [۱] ہیں یا نہیں اللہ ہی جانتا ہے لیکن دینی مدارس سے وہ اتنے خائف ہیں اور دینی مدارس کے خلاف وہ عملی جدوجہد شروع کر چکے ہیں یہ بھی آپ سمجھ لیں۔

ہوش سے کام لینا ہے جوش سے نہیں :

یہ جو بات میں بتلا رہا ہوں آپ کو اس بات کے بعد ہم پر جوش لازم نہیں ہے کہ ہم جوش میں آجائیں جذبات میں آجائیں بلکہ ہمارے لیے ہوش لازم ہے ہوش میں آجائیں اس لیے کہ جو حالات اس وقت پیدا ہو گئے ہیں وہ ایسے ہیں

---

[۱] عرفِ عام میں اس کے معنی ''پابندِ شریعت'' کے بھی ہوتے ہیں اس لفظ کی حقیقت پر میرے جدامجد حضرت مولانا سیّد محمد میاںؒ نے اپنی کتاب ''علماء ہند کا شاندار ماضی'' میں تفصیل سے روشنی ڈالی ہے ملاحظہ فرمائیں جلد نمبر ۲ ص ۲۲۶ و جلد نمبر ۴ ص ۱۹۶ مطبوعہ مکتبہ محمودیہ۔ محمود میاں غفرلہٗ

کہ اس وقت آپ عملی جہاد نہیں کر سکتے رُکاوٹیں اتنی ہیں اور وہ اس لیے ہوگئیں کہ خود ہمارے مسلمان کفر کے ساتھ ملے ہوئے ہیں ہمارے حکمران مسلم حکومتیں کفر کے ساتھ مل گئی ہیں اس لیے راہ میں رُکاوٹیں آگئی ہیں اس لیے جہاد وہ اس پیمانے پر نہیں ہوسکتا جس کی ضرورت ہے لیکن وہ یہ عزم کیے ہوئے ہیں کہ ان مدارس کی بنیاد ختم کرنی چاہیے۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے جو بندے ہیں ایسے جو اپنی جان اور مال ہر چیز کو قربان کر دیتے ہیں صرف حضرت محمد ﷺ کے نام پر یہ دیوانے ان مدرسوں سے پیدا ہوتے ہیں، ان کی وجہ سے یہ پیدا ہو رہے ہیں یہ خود بھی قربان ہو جاتے ہیں اور اپنے ساتھ آٹھ دس لوگوں کو بھی قربانی پر آمادہ کر لیتے ہیں، تو اس وجہ سے آپ لوگ ان کی نظروں میں مبغوض ہیں۔ آپ کو بہت سمجھداری سے اس وقت کام کرنا ہے اگر جہاد کا تلوار والا راستہ رُک گیا ہے وقتی طور پر تو دین کے کام کے اور بہت سے میدان ہیں وہ اختیار کریں اپنے کو عوام سے مت توڑیں۔ یہ خیال رکھیں کہ عوام الناس چونکہ ہیں تو مسلمان سب ہمارے مسلمان بھائی ہیں اور سب ہمارے ساتھ اس عزم اور نیکی میں شریک ہیں ناواقف ہیں معلومات نہیں ہیں اندازہ نہیں ہے اہمیت کا احساس نہیں ہے اس لیے عمل پر آمادہ نہیں ہوتے وہ دیگر بات ہے، مگر ہیں وہ مسلمان اور ان کا ایمان خطرہ میں ہے اس وقت ضرورت یہ ہے کہ اُن کا ایمان بچایا جائے کیونکہ ایمان ہوگا تو جہاد ہوگا ایمان ہوگا تو دین کی تعلیم ہوگی ایمان ہوگا تو مدارس کا وجود ہوگا ایمان ہوگا تو تبلیغ ہوگی، دعوت و تبلیغ ایمان ہوگا تو ہوگی، اگر ایمان ہی نہ رہا خدانخواستہ تو پھر یہ ساری بات کیسے ہوگی۔

اس وقت مختلف انداز میں وہ پھیلے ہوئے ہیں ہمارے ملک میں ان کی مشنریاں پھیلی ہوئی ہیں رفاہی تنظیموں کے نام پر گاؤں اور دیہاتوں میں انہوں نے کام شروع کر رکھا ہے گلگت میں اور چترال میں اور ان علاقوں میں آغا خانی بہت ہیں بہت مال والے ہیں وہ مختلف انداز سے وہاں کے مسلمانوں کو مراعات دے رہے ہیں ان کی ضرورتیں پوری کرتے ہیں اور طرح طرح سے بہکا بہکا کر اُن کو کافر بناتے ہیں۔ سندھ میں ایسا ہو رہا ہے پنجاب کے پسماندہ دیہاتوں میں ایسا ہو رہا ہے بلوچستان میں ہو رہا ہے، سرحد میں ہو رہا ہے پورے افغانستان میں ہو رہا ہے یہ کام، اب اگر جہاد کا دروازہ ہم پر بند کر دیا گیا اور ہمارے مسلمان ہی اس میں رُکاوٹ بن گئے ہیں تو اور میدان موجود ہے وہ یہ کہ لوگوں کے ایمان کی حفاظت کی بہت ضرورت ہے آپ اس میدان میں آئیں آپ لوگوں سے ملیں اپنی تعلیم بھی جاری رکھیں اور اپنے حلقہ میں اپنے جاننے والوں کو اس کام پر آمادہ کریں کہ وہ رفاہی ادارے قائم کریں ایسے جس سے غریب لوگوں کی ضرورتیں پوری ہوں تاکہ لوگوں کا رُخ کفر کی طرف نہ ہو آپ کی طرف ہو اپنی طرف اُن کا رُخ رکھیں۔ اگر اُن کا رُخ آپ کی طرف رہا اس کا مطلب ہے کہ حق کی طرف اُن کا رُخ ابھی تک موجود ہے عمل میں چاہے کتنے ہی گرے ہوئے ہیں کتنے ہی گئے گزرے ہیں لیکن رُخ تو ہے ایمان تو موجود ہے اُن کا، کسی وقت بھی وہ آگے بڑھ سکتا ہے ترقی کر سکتا ہے اور خدانخواستہ

ایمان نہ رہا تو پھر کوئی کام نہیں کر سکتا۔

آغا خانیوں کے ذریعہ فتنہ پھیلایا جا رہا ہے :

آغا خانیوں کے ذریعے تعلیمی نظام قائم کر رہے ہیں پورے پاکستان میں کئی ارب روپیہ انھوں نے مختص کیا ہے اس کام کے لیے کہ ایک نظامِ تعلیم مرتب کیا جائے اس میں سب کو کھینچا جائے اور یہ بھی کیا جائے کہ لوگوں کی توجہ دینی مدارس سے ہٹ جائے دینی مدارس سے کٹ جائیں تاکہ ایک مخصوص فکر کی نسل پیدا ہو۔ یہ دینی مدارس میں جو لوگ پیدا ہو رہے ہیں یہ پیدا نہ ہوں۔

دینی مدارس ختم ہو گئے تو معتدل طبقہ کی پیداوار بند ہو جائے گی :

اور اگر یہ پیدا ہونے بند ہو گئے تو یاد رکھئے دین بھی باقی نہیں رہے گا اور ہماری حکومت بھی یاد رکھے کہ ان کو پھر معتدل لوگ نہیں ملیں گے کبھی، یہ دینی مدارس کے لوگ تشدد پسند نہیں ہوتے یہ غلط فہمی ہے۔ یہ الحمد للہ اعتدال والے ہوتے ہیں ان کے دل میں رحم ہوتا ہے ان کے دل میں ترس ہوتا ہے ان کے دل میں شفقت ہوتی ہے مظلوم کی مدد کا جذبہ ہوتا ہے ظالم کا ہاتھ روکنے کا جذبہ ہوتا ہے اپنے مفادات کو قربان کرنے کا جذبہ ہوتا ہے، دوسرے کے مفادات کو اپنے مفاد پر ترجیح دینے کا جذبہ ہوتا ہے۔ یہ جو بڑے بڑے جوہر ہیں جو انسان کے باطن کو نکھار دیتے ہیں یہ بڑے بڑے قیمتی جوہر سوائے دینی مدارس کے کسی سکول کالج میں نہیں ملتے یہیں ملتے ہیں وہاں تو عموماً وحشی پیدا ہوتے ہیں درندے پیدا ہوتے ہیں جنھیں یہ سکھایا جاتا ہے کہ کیسے یہ مال ہڑپ کرنا ہے کیسے یہ چیز کھانی ہے کیسے اس کا خون چوسنا ہے کس راہ سے کیسے خون چوسا جائے گا یہ چیز سکھائی جاتی ہیں۔ ایسے بھیڑیے تیار ہوتے ہیں اور وہ بھیڑیے بڑی بڑی ڈگریوں کے نام پر ہمارے اُوپر مسلط ہوتے ہیں قوم پر مسلط ہوتے ہیں کہ غریبوں کو چوس لو۔ یہ جونکیں ہیں، یہ جونکیں تیار ہو رہی ہیں جو خون چوسنا جانتی ہے بس، خون دینا نہیں جانتی۔ ان سے کہیں کہ خون دو وہ کہیں گے وہ کیا ہوتا ہے میں تو واقف ہی نہیں اس چیز سے تم دینا کہتے ہو میں تو خون چوسنا جانتی ہوں خون چسوانا ہو تو مجھے لے جاؤ خون دینے کی کیا بات کرتے ہو، تم تو بہت ہی بیوقوف آدمی ہو تمھیں دُنیا کا پتہ ہی نہیں ہے دنیا میں سوائے خون چوسنے کے کوئی اور کام ہے یہ جواب دے گی جونک، یہی دے گی نا جواب۔ کیونکہ وہ خون چوسنا جانتی ہے دینا نہیں جانتی اس لیے جب آپ خون دینے کی بات کرتے ہیں لوگوں کے جذبات پر اپنے جذبات کو قربان کرنے کی بات کرتے ہیں اپنے مفادات کو دوسروں کے مفادات پر قربان کرنے کی بات کرتے ہیں تو وہ لوگ جو سکول اور کالجوں کے پڑھے ہوئے ہیں آپ کو بیوقوف کہتے ہیں۔ کہتے ہیں یہ بھی کوئی بات ہے تم تو بڑے بدھو ہو یہ سیکھا ہے تم نے وہاں پر یہ جواب دیتے ہیں، کیوں؟ اس لیے کہ اس کا مزاج جونک والا مزاج ہے وہ

ہڑپ کرنا کھانا پینا لوٹ کھسوٹ یہ جانتا ہے ان کی یہ فطرت اور مزاج چلا آرہا ہے، اس کے برخلاف آپ لوگوں کا مزاج ہے۔ حکومت یہ سمجھ لے، یہ ذہن نشین کرلیں حکمران کہ اگر دینی مدارس کو ختم کردیا تو پھر یہ ترسیں گے کہ ایسے لوگ مل جائیں آج ہمیں ان کی ضررت ہے کیونکہ حکومتوں کو ایک موقع آتا ہے کہ خود ایسے لوگوں کی ضرورت پیش آجاتی ہے مگر پھر یہ نہیں ملیں گے تو دینی مدارس ہی فلاحی ادارے ہیں۔

فلاح کا مطلب :

فلاح کہتے کس کو ہیں؟ فلاح کہتے ہیں دُنیا میں ایسی خدمات سرانجام دینا کہ اس کے نتیجہ میں دُنیاوی کامیابی میسر ہو یا نہ ہو آخرت کی کامیابی میسر آجائے ہمیشہ کے لیے، یہ ہے فلاح، بغیر جہنم میں جائے سیدھا جنت میں چلا جائے اس کے نتیجہ میں، یہ ہے فلاح۔ تو کیا یہ فلاح آغا خانیوں کو میسر ہے قادیانیوں کو میسر ہے، ہزاروں شفاخانے بنا رہے ہیں یہ سب لوگ، یہ گنگا رام ہسپتال کتنا بڑا ہسپتال ہے ہمارے لاہور میں بنا ہوا، کس نے بنایا تھا ہندو نے بنایا تھا آپ اسے فلاحی ادارہ کہتے ہیں دُنیاوی اعتبار سے ٹھیک ہے فلاحی ادارہ ہے لیکن شرعی اعتبار سے وہ اس کے حق میں جس نے بنایا ہے فلاحی ادارہ نہیں ہے کیونکہ اس کو اس کے بدلے جنت نہیں ملی بلکہ **حبطت اعمالھم** ان کے اعمال اللہ نے برباد کردیئے۔ وہ جہنم میں ہے وہ تو جب مرا ہوگا جہنم میں جل رہا ہے اس کا ہسپتال یہاں چل رہا ہے لوگوں کو فائدہ ہو رہا ہے شفاء ہو رہی ہے۔ گلاب دیوی ہسپتال ہے گنگا رام ہسپتال، لیڈی ولنگڈن ہسپتال پتہ نہیں اس نے بنایا ہوگا یا اس کے نام پر ہے، بہر حال جو بھی ہے یہ اس کے کام نہیں آرہا بے کار ہے کام آنا تب کہتے ہیں کہ اس کے بدلہ اس کو بغیر جہنم میں جائے آخرت میں کامیابی نصیب ہوتی، تو یہ فلاح جو ہے یہ کہاں سے ملتی ہے صرف دینی مدارس سے ملتی ہے۔ یہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طریقے پر چلنے سے میسر ہوگی اس کے علاوہ میسر نہیں ہوگی اس لیے آپ جتنے میدان ہیں فلاحی اس میں کام کریں دینی تعلیم کو جاری رکھیں اور عوام سے اپنے کومت کٹنے دیں۔

اس وقت ان کی کوشش ہے کہ دینی مدارس کو ختم کیا جائے اور علماء کا رابطہ عوام سے کاٹ دیا جائے اور لوگوں کی جو ضرورتیں ہیں وہ ہم پوری کریں تاکہ وہ ہماری طرف آئیں جب ہماری طرف آئیں گے تو وہ ان کو عیسائی بنائیں گے ان کو یہودی بنائیں گے وہ ان کو قادیانی بنائیں گے وہ انہیں آغا خانی بنائیں گے اور یہ تباہی ہے اس کے بعد وہ کیا کرائیں گے خانہ جنگی کرائیں گے خانہ جنگی میں آپ تنہا ہوں گے کیونکہ مولوی کو ایک گالی کے طور پر متعارف کرائیں گے ایک حقیر چیز کے طور پر متعارف کرائیں گے اس لیے ضروری ہے کہ اس کے مقابلہ میں آپ یہ کام شروع کردیں تاکہ لوگوں کا ایمان بچا رہے اور یہ ہمارے مسلمان بھائی کل کو کافروں کے ساتھ مل کر ہمارے مدِّ مقابل نہ آسکیں اور اس میں پھر دینی مدارس کا

بھی فائدہ اور تحفظ ہے دینی تنظیموں کا بھی فائدہ اور تحفظ ہے۔ بس جذبات میں نہ آئیں جوش میں نہ آئیں اس وقت اگر جذبات اور جوش میں آکر کام کیا تو یاد رکھیے کہ یہ بہت خطرناک ہوگا۔ ہمارے لیے موجودہ حالات اس قسم کے نہیں ہیں کہ ان میں جذبات اور جوش سے کام لیا جائے بہت ہوش مندی سے اعتدال کے ساتھ اور خاموشی سے بغیر مشہوری کے جذبہ کے، بغیر اشتہار بازی کے کام کرے لوگوں میں فلاح کے، یہ رکھے ہی نہ کہ اشتہار ہو میری شہرت ہو کیونکہ شہرت کا جذبہ آگیا تو اخلاص ختم ہو گیا للّٰہیت ختم ہو جائے گی، اللہ کے ہاں اس عمل کا وزن گرے گا، خود بخود شہرت ہو جائے وہ بات اور ہے آپ کا مقصد نہ ہو آپ کی نظر اس چیز پر ہرگز نہ ہو، بس کام کرنے کی ضرورت ہے۔

دو قسم کے لوگ :

اللہ تعالیٰ نے دو قسم کے لوگ بنا دیئے "ابرار" بنا رکھے ہیں " اشرار" بنا رکھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اللہ نے ہمیں ابرار میں شامل کر رکھا ہے اور ابرار ہونے پر حتمی مہر اُس وقت لگے گی جب ہمارا خاتمہ ایمان پر ہوگا اس سے پہلے کچھ پتہ نہیں کہ ہم کس میں ہیں۔ ان الابرار یشربون من کأس کان مزاجھا کافورا ابرار کے لیے بڑے بڑے انعامات کا وعدہ ہے ایسے پیالوں میں پئیں گے کہ اُن کا مزاج جو ہے کافور، اس میں کافور کی آمیزش ہوگی عینا یشرب بھا عباداللّٰہ یفجرونھا تفجیرا ایسا چشمہ ہوگا کہ اللہ کے نیک بندے اس سے پئیں گے۔ عباداللہ میں تو جنات بھی ہیں انسان بھی ہیں فرشتے بھی ہیں سب عباداللہ میں ہیں جہنمی بھی عباداللہ ہیں لیکن ان کو وہ سعادت نصیب نہیں ہوگی وہ عباداللہ ہیں لیکن اشرار ہیں ابرار نہیں ہیں اور یہ ابرار کون لوگ ہیں؟ قرآن بتاتا ہے یوفون بالنذر یہ صابر کون ہیں جو صبر کے وقت قائم رہتے ہیں اور اللہ سے مدد مانگتے ہیں یہ کون لوگ ہیں جو منت اور مراد مان لیں تو پھر پورا کرتے ہیں ویخافون یوما کان شرہ مستطیرا اور ایسے دن سے ڈرتے ہیں جس کا شر پھیلا ہوا ہے ہر طرف شر ہی شر ہوگا سوائے اللہ کے، اس دن شر سے بچانے والی کوئی ذات نہیں ہے اس دن اسباب معطل ہو جائیں گے بس اللہ کا ایک ارادہ ہوگا کہ بغیر اسباب کے کوئی بچ رہا ہے کوئی پھنس رہا ہے۔ کیا تعریف آرہی ہے ان لوگوں کی جو کہ ابرار ہیں آگے پھر آرہا ہے ویطعمون الطعام یہ فلاحی کام آگیا کھانا کھلاتے ہیں ادارے بنا رکھے ہیں کہ آؤ میرے پاس یہاں لنگر لگا ہے صبح شام یہاں کھانا کھالو۔ اگر تمہارے پاس کھانا نہیں ہے اور قحط ہے علاقہ میں تو یہ ہے موجود، ہمارا ادارہ موجود ہے آجاؤ صرف اللہ کی رضا کے لیے علٰی حبہ اور کوئی وجہ نہیں ہے مسکینا ویتیما واسیرا مسکین کو یتیم کو قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہیں اور قیدی میں کوئی قید نہیں کہ یہ مسلمان ہے یا کافر ہے اس قسم کی خیر ہر ایک کے لیے عام ہے۔

مسلمان ہو یا کافر ہر کسی کے ساتھ خیر کرو :

اور ہر مسلمان کو تعلیم ہے کہ خیر ہر ایک کے ساتھ کرو چاہے مسلمان ہو چاہے کافر ہو، اگر ایک بستی میں قحط آگیا اور اس میں آپ صرف مسلمانوں میں راشن تقسیم کریں اور کافروں میں تقسیم نہ کریں تو یہ اسلامی تعلیم نہیں ہے اسلام بہت لچک والا مذہب ہے اس میں بڑی لچک ہے اس میں اللہ کی مخلوق سے بہت تعلق ہے کیونکہ کافر بھی اللہ کی مخلوق ہے موت سے پہلے ہمیں نہیں پتا کہ وہ اللہ کی اچھی مخلوق یا بُری مخلوق ہے یہ تو مسلمان کے بارے میں بھی نہیں پتا کہ یہ اللہ کی اچھی مخلوق ہے یا بری مخلوق ہے یہ تو موت کے وقت پتا چلے گا تمہیں تو پتا ہی نہیں ہے کہ یہ کدھر جائے گا اور یہ کدھر جائے گا یہ فرق تم نہیں کر سکتے۔ بدر کے قیدی آئے تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم دیا صحابہ کو کہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنا اس لیے اپنے سے بہتر کھلاتے تھے کیونکہ ڈر تھا کہ کہیں نبی علیہ السلام کے حکم کی تعمیل میں تقصیر نہ ہو جائے۔ تعمیل تو ہو رہی تھی تقصیر سے ڈر رہے تھے تقصیر نہ ہو جائے اچھا کھلاؤ، کافر قیدی تھے حالانکہ وہ، تو یہ حکم اسلام میں ہے۔ اسلام یہ سکھاتا ہے آپ عملی نمونہ پیش کریں آپ بے فکر ہو کر کمر ہمت کس لیں اور کام کریں میدان تیار ہے اور کیوں کھلاتے ہیں کھانا وجہ قرآن بتاتا ہے **انما نطعمکم لوجہ اللّٰہ** ہم تم کو کھانا کھلا رہے ہیں صرف اللہ کی رضا کے لیے کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے خوش ہو جائیں اور کسی کی خوشی مجھے مقصود نہیں ہے۔ میرا مطلوب ہی نہیں ہے یہ کہتے ہیں **لانرید منکم جزاء ولا شکورا** تم سے کسی بدلے کا کوئی ارادہ ہمارے دل میں نہیں ہے حتی کہ شکریہ ادا کرو تم، اس کا بھی ارادہ دل میں نہیں ہے، یہ ہونا چاہیے جذبہ۔

اگر آپ خیر خواہی کسی سے کرتے ہیں اپنے گاؤں میں دیہات میں کسی غریب سے عورت سے مرد سے بڑھیا سے بوڑھے سے اور وہ آپ کو سلام نہیں کرتا گزرتے ہوئے حالانکہ دل چاہتا ہے نفس میں آتا ہے کہ اب یہ سلام اچھے انداز میں کرے پہلے یوں کرتا تھا تو اب ذرا جھک کر کرے کیونکہ کل کھانا کھلا دیا تھا میں نے، لیکن نفس کے اس جال میں نہ آئیں بلکہ نفس کا علاج یوں کرے کہ اگر کل اس کو آپ نے دال روٹی کھلائی تھی اور آج اس نے سلام نہیں کیا بغیر سلام کیے گزر گیا تو شام کے کھانے میں آپ اُسے مرغا کھلائیں تاکہ نفس کا علاج ہو اور آپ کا اجر جو ہے وہ محفوظ رہے وہ کہیں تباہ نہ ہو جائے۔ صبح کو اگر پچاس روپے دیے تھے تو جس نے سلام نہیں کیا اور ویسے ہی اکڑ کر پاس سے گزر رہا ہے، کھاتا بھی آپ کا ہے اور اکڑ کر گزر رہا ہے آپ اُسے شام کو سو روپے دیں کہ لو بھئی سو روپے، کیوں؟ صرف اللہ کی رضا کے لیے کہ اللہ خوش ہو جائے اور میرے عمل کا وزن جو اللہ نے وہاں مقرر کر دیا ہے وہ نہ گھٹنے پائے وہ باقی رہے یہ مطلب ہے اس آیت کا **لا نرید منکم جزاء ولا شکورا انا نخاف من ربنا یوما عبوسا قمطریرا** شدید قسم کا دن جو ہوگا اس دن سے ہم ڈر رہے ہیں **یوم عبوسا** جو بہت خطرناک دن ہوگا سخت دن ہوگا اس سے ڈر رہے ہیں اس دن ہمارا یہ عمل ہمیں بچائے گا ہمارے

کام آئے گا تو قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے لیے فیصلہ سُنا رہے ہیں **فوقھم اللّٰہ شر ذلک الیوم ولقی ھم نضرة وسرورا** جب اس جذبہ سے اور اس نیت سے اور اس اخلاص سے یہ لوگ خدمت کریں گے اللہ کی مخلوق کی اور زمین پر کام کریں گے اللہ کے دین کی سربلندی کا تو پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں **فوقھم اللّٰہ شر ذلک الیوم** اُس دن کے شر سے اللہ تم کو بچالے گا محفوظ کرلے گا۔ **ولقھم نضرة** تروتازگی ان کو دیں گے اللہ تعالیٰ **وسرورا** اور خوشی دیں گے، اُس دن تروتازہ ہوں گے ان کے چہرے اور خوش اور شادماں ہوں گے۔

قرآن پاک میں آتا ہے کہ اس دن بعض چہرے تروتازہ ہوں گے اپنے پروردگار کو دیکھ رہے ہوں گے زیارت کررہے ہوں گے **وجوہ یومئذ نا ضرة الی ربھا ناظرة** تو یہ بدلہ کیا ہے یہ جو صبر کیا تھا دنیا میں حالات سخت آگئے تھے اس کام سے بھی روک دیا گیا تھا اس سے بھی روک دیا گیا تھا اور اچھے اچھے کاموں پر سزائیں ملنے لگ گئی تھیں پھر بھی یہ کسی نہ کسی طرح لگے رہے، دینی تعلیم کے حصول میں رکاوٹیں آگئیں پھر بھی لگے رہے تو قرآن کہتا ہے **وجزاھم بماصبروا** یہ جو صبر کیا تھا انھوں نے یہ ان کا بدلہ ہے **جنة وحریرا** جنت ہے اور ریشم ہے ریشمی لباس ہے **متکئین فیھا علی الارائک لایرون فیھا شمسا ولازمھریرا** اُس دن وہ تکیوں پر بڑے بڑے تختوں پر ٹیک لگائے بیٹھے ہوں گے شاہانہ انداز میں۔کوئی سردی تنگ نہیں کرے گی گرمی بھی تنگ نہیں کرے گی ایسا موسم ہوگا وہاں، کہ سردی سے تنگ آجاتا ہے انسان زیادہ ہو، گرمی زیادہ ہو تو پریشان ہو جاتا ہے کچھ نہیں ہوگا بس شادمانی ہوگی سرور ہوگا راحت ہوگی قبولیت عنداللہ ہوگی اور ان نعمتوں کے چھن جانے کا خوف نہیں ہوگا۔ **ودانیة علیھم ظلالھا وذللت قطوفھا تذلیلا** کیا کیا انعامات ہیں اللہ تعالیٰ جو آپ کو بتلا رہے ہیں قرآن پاک میں کہ اُن کے جو سائے ہیں ان کے قریب ہو جائیں گے اور گچھے ہوں گے پھلوں کے وہ اُن کے پاس جھک کر قریب آجائیں گے یہ نعمتیں ہیں بے شمار نعمتیں ہیں، اس آیت میں آتی ہیں اگلی آیت میں بھی یہی ہیں اس سے اگلی آیت میں بھی یہی ہیں۔ یہ بشارتیں ہیں یہ معمولی چیزیں نہیں ہیں۔

جیسا کہ میں نے آپ سے عرض کیا کیونکہ ہم اس نعمت (ایمانی) کے اندر ہر وقت رہتے ہیں اس لیے ہمیں اندازہ نہیں ہے کہ ہم کسی نعمت میں ہیں اس کا اندازہ جب آپ اس ملک سے باہر جائیں گے تو آپ کو پتہ چلے گا پانچ ہزار میل باہر جا کر دیکھیں تو اس نعمت کا انداہ ہوگا کہ آپ جس نعمت میں ہیں اس سے کفر لرز رہا ہے اور وہ وہاں یہ کہہ رہا ہے کہ یہ مدِ مقابل ہے، تو بھائی اللہ تعالیٰ کے بہت وعدے ہیں اور یہ تب ہمیں ملیں گے کہ جب ہم صبر سے استقامت سے ہوشمندی سے بہت سمجھداری سے چلتے رہیں گے جذبات کو اپنی خواہشات کو پسِ پشت ڈالیں گے اور بس دین کو اور اتباعِ سنت کو کسوٹی بنائیں گے۔ اگر ہم نے یہ کیا تو پھر انشاء اللہ کامیابی ہمارے قدم چومے گی اور ہمیں اُمید ہوگی کہ انشاء اللہ ہمارا خاتمہ پھر اسی حال میں ہوگا اور پھر جب خاتمہ اس حال پر ہو جائے گا تو بس سمجھئے کام ہو گیا کیونکہ خاتمہ ہی اصل ہے (باقی صفحہ ۴۲)

صدر مملکت... وزیر اعظم پاکستان اور وفاقی وزیر داخلہ سے مطالبہ

پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ بحال کیا جائے

قادیانیوں کو

- ...... ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کو آئین پاکستان میں دوسری متفقہ ترمیم کے ذریعہ غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔
- ...... ووٹر لسٹوں، پاسپورٹ و شناختی کارڈ کے فارموں میں ختم نبوت کا حلف نامہ رکھا گیا۔
- ...... پاسپورٹ میں مذہب کے خانہ کا اضافہ کیا گیا۔
- ...... ربع صدی سے پاکستان کے تمام حکومتی ادوار میں اس پر عمل درآمد ہوتا رہا۔
- ...... موجودہ دور حکومت میں قادیانیوں کی سازش سے ووٹر لسٹوں سے حلف نامہ حذف کیا گیا۔ اور پھر اسلامیان پاکستان کے اضطراب و احتجاج کے باعث اسے وفاقی حکومت نے واپس لیا۔
- ...... اب پھر حکومتی دوائر میں قادیانی لابی نے شب خون مار کر پاسپورٹ سے مذہب کا خانہ حذف کرا دیا ہے۔
- ...... حالانکہ یہ آئینی طور پر طے شدہ مذہبی و قومی مسئلہ تھا۔ جسے اب متنازعہ بنا کر اسلامیان عالم کو اضطراب اور اسلامیان پاکستان کو امتحان میں مبتلا کر دیا گیا ہے۔
- ...... پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ جہاں آئینی تقاضہ تھا وہاں اس لئے بھی ضروری تھا کہ قادیانی بوجہ غیر مسلم ہونے کے حدود حرمین شریفین میں داخل نہیں ہوسکتے۔ سعودی عرب حرمین شریفین میں قانونی طور پر شاہ فیصل مرحوم کے دور سے ان کا داخلہ بند ہے۔ پاکستان میں دیگر ممالک کی نسبت قادیانی تعداد زیادہ ہے۔ پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ نہ ہونے کے باعث دھوکہ دہی سے وہ مسلمان بن کر حرمین شریفین چلے جاتے تھے۔ اب مذہب کے خانہ کو پاسپورٹ سے حذف کر کے قادیانیوں کی چال اور دھوکہ دہی کو کامیاب بنانے کی حکومتی سطح پر نامناسب کوشش کی گئی ہے۔
- ...... صدر مملکت، وزیر اعظم، وفاقی وزیر داخلہ، قادیانی لابی کی ناز برداری اور پرورش کی روش ترک کر کے پاسپورٹ کے فارم میں حلف نامہ اور پاسپورٹ میں مذہب کے خانہ کو حسب سابق فوری بحال کرنے کا آرڈر جاری کریں۔

آل پارٹیز مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان ملتان!

ولله على الناس حج البيت من استطاع اليه سبيلا

حج

ان الحج يغسل الذنوب كما يغسل الماء الدنس

﴿حضرت مولانا محی الدین صاحب رحمہ اللہ﴾

ہندو چین اور جاپان کی قومیں اپنے معبودوں کے ستھانوں کی زیارت زمانہ قدیم سے کرتی آئی ہیں، اسی طرح قوم یہودا اپنے قدیم ترین دور میں یروشلم کے اُس مکان کی زیارت کرتی تھی جہاں تابوتِ موسیٰؑ تھا۔ اور مسجد اقصیٰ اور ہیکل سلیمانی کی بھی زیارت کرتے تھے اور عیسائیوں نے بھی بیت المقدس کے اُس مقام کی زیارت شروع کردی تھی جہاں ان کا مقدس ''کیسة القیامہ'' ہے۔

کعبہ شریف (مسجد حرام) کی زیارت بھی اپنی قدیم تاریخ رکھتی ہے کیونکہ یہ بات ہر ایک جانتا ہے کہ مکہ مکرمہ پہلے نا قابلِ ذکر مشکل حالات میں تھا اور بیت اللہ کی تعمیر سے پہلے وہاں کوئی مسکونہ مکان نہ تھا چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بیوی اور لڑکے کے ساتھ ہجرت کی اور مکہ میں ان کو ٹھہرایا پھر جب آپ کی اہلیہ حضرت ہاجرہ اور آپ کے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پر چاہِ زمزم کا دہانہ جاری ہو گیا تو اُس وقت سے اس خشک مقام میں زندگی کی روح دوڑی اور بہت سے رہائشی مکانات تعمیر ہوئے اور جب حضرت اسمٰعیل علیہ السلام طفلی کے دور سے گزر کر جوانی کی عمر میں داخل ہوئے تو اللہ کے حکم سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کی مدد سے بیت اللہ کی تعمیر شروع کردی۔

قرآن نے اس تاریخی حقیقت کا ذکر اس طرح کیا ہے :

واذ يرفع ابراهيم القواعد من البيت واسمٰعيل (پ ۱)	''ابراہیم اور اسمٰعیل علیہما السلام بیت اللہ کی دیواریں اُونچی کررہے تھے۔

پھر خدا کا حکم ہوا کہ اس گھر کو اللہ کی عبادت کرنے والوں کے لیے پاک کریں، چنانچہ قرآن کا ارشاد ہے :

و اذ بوأنا لابراهيم مكان البيت ان لا تشرك بي شيئًا وّ طهّر بيتي للطّائفين و القائمين والرّكع السّجود.	ہم نے ابراہیم کیلیے اس گھر کی جگہ مقرر کرکے یہ بتادیا کہ مرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا اور میرے اس گھر کو طواف کرنیوالوں، قیام ورکوع وسجود کرنیوالوں کیلیے پاک وصاف کرو۔

مسجد حرام کی تعمیر کی یہ اجمالی تاریخ ہے جس کا ثبوت اطمینان بخش دلائل سے ہوتا ہے اور یہی تاریخ تعمیر کعبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی راجح بتائی ہے اور علامہ ابن کثیرؒ نے بھی اس کی تصدیق کی ہے۔

فرضیتِ حج کی حکمت :

حج کی فرضیت میں اللہ نے بڑی بڑی حکمتیں رکھ دی ہیں سب سے بڑی حکمت یہ معلوم ہوتی ہے کہ حج کے ذریعہ ایک مبارک موقع فراہم ہوتا ہے جس میں دنیا کے گوشے گوشے سے آئے ہوئے مختلف رنگ و نسل کے انسانوں کے حالات اُن کے خیالات اُن کی زندگی کے طور و طریق کا گہرا مطالعہ و مشاہدہ کیا جاتا ہے چنانچہ حج کے موقع پر مصر کا باشندہ ہندوستان سے اور شام کا رہنے والا انڈونیشیا کے باشندہ سے اور چینی یورپ کے باشندہ سے ملاقات کرتا ہے اور ملاقات بھی اس حالت میں کہ باوجود اختلاف وطن و رنگ و نسل کے سب کا لباس ایک ہوتا ہے جس سے عالمگیر مساوات انسانی کی کرنیں پھوٹ کر نکلتی ہیں۔ یہاں اسلامی جمہوریت کے اسرار نمایاں ہوجاتے ہیں جب ان ممالک کے لوگ باہم اپنے اپنے حالات و معاملات کی اصلاح کے لیے خلوص دل سے تبادلۂ خیالات کرتے ہیں۔

ذرا تقریباً چودہ سو برس پیچھے کی طرف عنان قلب و نظر کو موڑیئے تو آپ کو اِس کی بیّن دلیل ملے گی کہ یہ حج واقعی ایک بین الاقوامی کانفرنس اور عالمگیر تبلیغی و اصلاحی اجتماع ہے۔

آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ حضرت محمد ﷺ اس موقع پر اپنی دعوت کی تبلیغ اسلام کی بنیادی چیزوں کے اعلان اور قرآن کے بلند اغراض و مقاصد کی اشاعت کے لیے انسانوں کے اس بڑے مجمع میں کھڑے ہوجاتے تھے اور حجۃ الوداع کے موقع پر میدان عرفات میں سوا لاکھ انسانوں کے درمیان جو آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا وہ اتنا جامع اور مہتم بالشان ہے کہ تبلیغ اسلام کے لیے زندۂ جاوید دائمی دستور تسلیم کیا گیا ہے۔ دعوت اسلام کے بارے میں اس سے گراں قدر خزانہ تاریخ اسلام کی پہنائیوں میں نہیں مل سکتا۔ چند جواہر پاروں سے اپنے دامن نظر کو آپ بھی پُر کیجئے۔

ارشاد ہے :

الناس کاسنان المشط فلا فضل لعربی علی عجمی ولا لعجمی علی عربی الا بالتقوٰی و کلکم لاٰدم و ادم من تراب......	انسانی برادری کے افراد سب برابر ہیں کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر کوئی برتری نہیں بجز تقوٰی کے، تم تمام آدمؑ کی اولاد ہو اور آدمؑ مٹی سے بنائے گئے (اس لیے سب کی سرشت مٹی سے ہے)

یا ایھا النّاس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذینْ من قبلکم لعلکم تتقون .

اے لوگو! اُس مالک کی بندگی بجالاؤ جس نے تمکو اور تم سے اگلے لوگوں کو پیدا کیا اسطرح اُمید ہے تم صاحبِ تقوٰی ہوجاؤ گے

ولا تقتلوا النفس التی حرم اللّٰہ الا بالحق

بلا وجہ جواز محترم جانوں کو قتل نہ کرو۔

یاایھا الذین امنوا لا تأکلوا اموالکم بینکم بالباطل .

اے ایمان والو! ایک دوسرے کا مال باطل طریقہ سے مت کھاؤ۔

ولا یجرمنکم شنأٰن قوم علٰی ان لا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقوٰی .

کسی قوم کی دشمنی تمہیں عدل سے نہ ہٹا دے (بہرحال) انصاف کیے جاؤ انصاف وتقوٰی میں بڑی قربت ہے۔

اِن چند ارشادات میں کتنی وسعتیں سماگئیں ہیں۔ امن عالم کا چارٹ ان میں ہے، رنگ ونسل کے امتیاز پر جنگوں کی بندش ان میں ہے، مال ودولت کے حصوں کا متوازن ومتبادل خاکہ ان میں ہے، قانونِ عدالت کی اصل روح ان میں ہےاور بھی انفرادی واجتماعی مسائل ان میں بھرے پڑے ہیں۔

فرضیتِ حج :

حج کا مفہوم اس کی اجمالی تاریخ اوراس کی حکمت بتلانے کے بعد ہم قرآن اوراحادیث کے چند دلائل پیش کرنا چاہتے ہیں جن سے حج کی فرضیت ثابت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں ارشادفرماتا ہے :

ان اول بیتٍ وضع للنّاس للذی ببکۃ مبارکا و ھدی للعالمین فیہ ایات بینات، مقام ابراھیم و من دخلہٗ کان امنًا وللّٰہ علی النّاس حج البیت من استطاع الیہ سبیلًا. (پ ۴)

انسانوں کے لیے خدائی بندگی کا سب سے پہلا گھر جو بنایا گیا ہے وہ وہی گھر ہے جو مکہ میں ہے، بڑا بابرکت گھر ہےاور سارے جہاں کی ہدایت کے لیے ہےاس میں کھلی ہوئی نشانیاں ہیں مقام ابراھیم ہے جوکوئی اس گھر میں داخل ہوگا امن میں رہیگا، اوراللہ کا حق لوگوں کے ذمہ یہ ہے کہ اس کے گھر کی زیارت کریں وہ لوگ جو وہاں تک پہنچ سکتے ہوں۔

پس اللہ نے ان لوگوں پر جو قرآن کی تعلیمات سے حجت پکڑتے اور اُس پر ایمان رکھتے ہیں یہ فرض کردیا کہ اپنے پیارے اہل وعیال اور اوطان کو چھوڑ کر کچھ مدت کے لیے اس مبارک اور عظیم گھر کی طرف نکلیں اس لیے کہ یہی گھر وہ پہلا گھر ہے جس کو اللہ نے اس روئے زمین پر اپنی عبادت کے مراسم ادا کرنے کے لیے اور رُوحانی اغراض کے حصول کے لیے قائم فرمایا ہے پھر جب حج کے مراسم ادا کیے جاتے ہیں تو قدم قدم پر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اُن کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی یاد تازہ ہوتی رہتی ہے اور یہاں پہنچ کر ان معزز بندگانِ خدا کی زندگی کے کارنامے اور اُن کا جہاد فی سبیل اللہ آنکھوں کے سامنے پھرنے لگتا ہے اور یہی چیز دین کی روح ہے۔

حج کی فرضیت پر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے ارشادات بہت سے ہیں مثلاً آپ نے فرمایا :

یا ایھا الناس ان اللّٰہ قد فرض علیکم الحج فحجوا.	لوگو! اللہ نے تم پر حج فرض کیا ہے اس لیے ضرور حج کرو۔

اور دوسری جگہ فرمایا کہ جو استطاعت کے باوجود حج نہ کرے اُسے اختیار ہے کہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر۔

بلا مبالغہ میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ فریضہ حج اجتماعی لحاظ سے اسلام کا اہم ترین رکن ہے کیونکہ اس میں مالی بدنی، قولی اور اعتقادی تمام عبادات جمع ہو گئی ہیں گویا کوئی نوع عبادت کی اس میں نہیں چھوٹی ہے جیسا کہ قرآن میں ہے :

و اذن فی النّاس بالحج یأتوک رجالا و علٰی کل ضامرٍ یأتین من کل فجٍ عمیق ، لیشھدوا منافع لھم ویذکروا اسم اللّٰہ فی ایّامٍ معلوماتٍ علٰی ما رزقھم من بھیمۃ الانعام فکلوا منھا و اطعموا البائس الفقیر.	اے ابراہیم! لوگوں میں حج کا اعلان کردو، آویں گے لوگ پیادے اور دُبلے اونٹوں پر ہر دُور و دراز راستہ سے ، تاکہ فائدے حاصل کریں اور چند معلوم دنوں میں اللہ کا نام یاد کریں کہ اس نے چوپائیوں کو اُن کے لیے میسر کردیا پس کھاؤ اُن کے گوشت میں سے اور بھوکے محتاجوں کو بھی کھلاؤ۔

اس آیت میں غور کیجئے کہ بدنی عبادت بھی ہے کہ چل کر آنا جانا پڑتا ہے، قولی عبادت بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے اور مالی عبادت بھی ہے کہ اللہ کے نام کا جانور پیش کیا جاتا ہے۔ جب یہ فریضہ اتنی خصوصیات کا جامع ہے تو اس کی جزاء بھی اس خصوصیت سے ملنی چاہیے چنانچہ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

الحج المبرور لیس له جزاء الا الجنة (بخاری و مسلم) مبرور (پاک) حج کا بدلہ بس جنت ہی ہے۔

حجِ مبرور کے لیے ضروری ہے کہ اس کے مقاصد اور وسائل و ذرائع ظاہری و باطنی آلائشوں سے پاک و صاف ہوں اس کے وسائل کی پاکی کا مطلب یہ ہے کہ سفرِ حج کے خورد و نوش اور دوسرے اخراجات ایسے مال سے ہونے چاہئیں جو اچھے اور جائز ذرائع سے حاصل ہوئے ہوں اللہ حرام مال سے کیا ہوا حج قبول نہیں فرماتے، اللہ پاک ہے اور پاک ہی چیز کو قبول کرتا ہے۔

حج کی غرض و غایت :

''غایتِ حج'' کا مفہوم یہ ہے کہ انسان حج کے ذریعہ جس چیز کی جستجو کرتا ہے وہ ''غایت'' ہے۔ پس لوگوں کی غایات مختلف ہوا کرتی ہیں۔ بعض لوگ اس غرض و غایت کے پیشِ نظر حج کرتے ہیں کہ لوگ ان کو ''الحاج'' کے لقب سے یاد کریں۔ اس حج کی قیمت صرف لقب ہے جو حاصل ہوگئی۔ بعض لوگ شہرت اور ناموری کے لیے حج کرتے ہیں۔

یاد رکھئے کہ وہ لوگ جن کے ذرائع حج فاسد ہیں اور وہ لوگ جن کے اغراض گندے اور ناپسندیدہ ہیں ان تمام لوگوں کے حج کو وہ حجِ مبرور نہیں کہا جاسکتا جس پر اجرِ عظیم کا وعدہ کیا گیا ہے۔ پس کامل اور مقبول حج وہ ہے جو حلال اور طیب مال سے اور نیک نیتی اور عبرت پذیری کے ساتھ انجام دیا جائے۔

❁❁❁

قارئین انوارِ مدینہ کی خدمت میں اپیل

ماہنامہ انوارِ مدینہ کے ممبر حضرات جن کو مستقل طور پر رسالہ ارسال کیا جارہا ہے لیکن عرصہ سے اُن کے واجبات موصول نہیں ہوئے اُن کی خدمت میں گزارش ہے کہ انوارِ مدینہ ایک دینی رسالہ ہے جو ایک دینی ادارہ سے وابستہ ہے اس کا فائدہ طرفین کا فائدہ ہے اور اس کا نقصان طرفین کا نقصان ہے اس لیے آپ سے گزارش ہے کہ اس رسالہ کی سرپرستی فرماتے ہوئے اپنا چندہ بھی ارسال فرمادیں اور دیگر احباب کو بھی اس کی خریداری کی طرف متوجہ فرمائیں تاکہ جہاں اس سے ادارہ کو فائدہ ہو وہاں آپ کے لیے بھی صدقہ جاریہ بن سکے۔ (ادارہ)

❁❁❁

ھدیۂ عقیدت

﴿حضرت احسان دانش رح﴾

ہے اُن کی یاد کا عالم بھی بندگی کی طرح
غموں میں بھی مجھے لذت سی ہے خوشی کی طرح

زہے ہوائے مدینہ زہے دیارِ رسولؐ
کہ بیخودی کا ہے عالم خود آگہی کی طرح

یہ آرزو ہے درِ مصطفےٰ پہ دم نکلے
یہ قرض بھی ہو، ادا قرضِ زندگی کی طرح

ترے خیال سے محروم ہر قدم پہ حیات
گزر رہی ہے بالاقساط خودکشی کی طرح

ہیں کب سے تیرگیاں میرے غمکدے کا کفن
چلے بھی آؤ کسی روز چاندنی کی طرح

یہ عشق ہے کہ جنوں کا کوئی مقامِ بلند
ہجومِ غم بھی ہے پندارِ بندگی کی طرح

مری نظر ہے تمہیں پر، مری خبر لینا
پھروں نہ حشر کے میداں میں اجنبی کی طرح

کمالِ قلب ونظر ہو کہ رُوح کی معراج
خدائی کی مرے آقا نے بندگی کی طرح

شہید اگرچہ نگاہوں سے ہوگئے روپوش
ہر اک ہے وقت کے پردے میں خلوتی کی طرح

دیے کی طرح ستارے بھی دے رہے ہیں جواب
دیارِ دل میں اُتر آؤ روشنی کی طرح

وہ موجِ کیف ترے نام سے جو مشتق ہے
رواں ہے جسم کی رگ رگ میں سنسنی کی طرح

غمِ رسولؐ فروزاں ہے جن کے سینوں میں
وہ ظلمتوں سے گزرتے میں روشنی کی طرح

عیاں ہیں جن پہ شہادت کے راز اے دانشؔ
وہ لوگ موت پہ گرتے ہیں زندگی کی طرح

گزشتہ تعلیمی سال کے اختتام پر جامعہ مدنیہ جدید کے ۹۲ طلباء نے وفاق المدارس کا امتحان دیا نتیجہ بحمد اللہ توقعات سے بڑھ کر رہا۔ اللہ تعالیٰ بڑے حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب نور اللہ مرقدہٗ کے جاری کردہ اس فیضِ علمی کو مزید ترقیات سے نوازکر تاقیامت ہم سب کے لیے صدقہ جاریہ بنادے، آمین۔ نتیجہ کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔ (ادارہ)

مکتب نتائج الاختبار السنوی لوفاق المدارس العربیۃ باکستان ۱۴۲۵ھ ۲۰۰۴ المرحلۃ العالیۃ للبنین

اسم المدرسۃ/الجامعۃ: جامعہ مدنیہ — العنوان: محمد آباد (لاہور) رائیونڈ روڈ

الجلوس	رقم التسجیل	اسم الطالب	اسم الاب	مدیریہ	تاریخ الولادۃ	الورقۃ الاولیٰ	الورقۃ الثانیۃ	الورقۃ الثالثۃ	الورقۃ الرابعۃ	الورقۃ الخامسۃ	الورقۃ السادسۃ	المجموعۃ	التقدیر	الکوائف
						الارقام المحصلۃ فی کل ورقۃ								
۱۵۴	۳۴۰۲۳	محمد بشیر	نور محمد	لاہور	۱۴۰۲ھ / ۱۹۸۲ء	۴۶	۴۶	۵۰	۴۷	۴۴	۴۰	۲۷۳	مقبول	
۱۵۴	۳۴۰۲۴	سردار بادشاہ	عبد الرشید	مالاکنڈ ایجنسی	۱۴۰۴ھ / ۱۹۸۴ء	۵۳	۴۸	۷۴	۴۱	۴۰	۱۰	۲۶۶	"	
۱۵۵	۳۴۰۲۵	محمد عبد اللہ	مختار احمد	لاہور	۱۴۰۴ھ / ۱۹۸۴ء	۶۴	۵۰	۴۴	۷۲	۴۸	۴۰	۳۱۸	جید	
۱۵۵	۳۴۰۲۶	عبد الجبار	محمد عمر	ڈیرہ غازیخان	۱۳۹۸ھ / ۱۹۷۸ء	۷۴	۶۶	۷۸	۹۵	۶۲	۴۳	۴۱۸	جید جداً	
۱۵۵	۳۴۰۲۷	محمد سجاد	شمس الرحمن	مانسہرہ	۱۴۰۳ھ / ۱۹۸۳ء	۴۳	۳۳	۴۸	۴۰	۳۲	۱۸	۲۱۴	راسب	
۱۵۵	۳۴۰۲۸	محمد بشیر	غلام رسول	سرگودھا	۱۳۹۳ھ / ۱۹۷۳ء	۶۰	۳۳	۶۴	۴۷	۳۰	۲۹	۲۶۳	ضمنی	
۱۵۵	۳۴۰۲۹	عبد المنان	عبد القادر	کراچی	۱۴۰۱ھ / ۱۹۸۱ء	۸۲	۶۸	۷۶	۷۰	۵۸	۴۲	۳۹۶	جید جداً	
					۱۴ھ / ۱۹ء									
					۱۴ھ / ۱۹ء									

مكتب نتائج الاختبار السنوي لوفاق المدارس العربية باكستان ١٤٢٥ھ / ٢٠٠٤ء المرحلة الثانوية الخاصة للبنين

اسم المدرسة/الجامعة: جامعه مدنيه العنوان: محمد آباد (لاهور) رائے ونڈ روڈ

رقم الجلوس	رقم التسجيل	اسم الطالب	اسم الاب	مديريه	تاريخ الولادة	الورقة الاولى	الورقة الثانية: الفقه شرح وقاية اخيرين	الورقة الثالثة: اصول فقه نور الانوار تا قياس	الورقة الرابعة: النحو شرح جامي	الورقة الخامسة	الورقة السادسة	المجموعة	التقدير	الكوائف
٢٨١٥	٠٦٠٢٠	محمد اختر	شبير محمد	گوجرانواله	١٤٠٠ھ / ١٩٨٠	٥٨	٣٢	٢٠	٦٨	٤٥	٤٠	٢٦٣	مقبول	
٢٨١٦	٠٦٠٢١	احمد عبد القادر	محمد اشرف	راولپنڈی	١٤٠٣ھ / ١٩٨٣	٦٢	٦٢	٦٢	٧٢	٥٠	٤٠	٣٤٨	جيد	
٢٨١٧	٠٦٠٢٢	عبد الرشيد	رب نواز	بھکر	١٤٠٦ھ / ١٩٨٦	٨١	٢٨	٣١	٦٥	٥٠	٦٠	٣١٥	"	
٢٨١٨	٠٦٠٢٣	ناصر علي	حبيب الله	سوات	١٤٠٢ھ / ١٩٨٣	٦١	٤٧	٤٠	٦٨	٥٥	٤٥	٣١٦	"	
٢٨١٩	٠٦٠٢٤	خليل الرحمن	عبد الحميد	ڈیرہ اسماعیل خان	١٤٠٠ھ / ١٩٨٠	٧٠	٢٢	٦٥	٨٣	٦٠	٤٠	٣٤٠	"	
٢٨٢٠	٠٦٠٢٥	محمد فاران	غياث الدين	قصور	١٤٠٢ھ / ١٩٨٢	١٧	٤٠	٣٠	٧٤	٦٥	٥٠	٢٧٦	مقبول	
٢٨٢١	٠٦٠٢٦	نعيم احمد	مختار احمد	ساهيوال	١٣٩٨ھ / ١٩٧٨	٦٦	٣٤	١٩	٤٣	٦٠	٤٠	٢٦٢	"	
٢٨٢٢	٠٦٠٢٧	سمير بشير	بشير احمد	سيالكوٹ	١٤٠٣ھ / ١٩٨٣	غائب								
٢٨٢٣	٠٦٠٢٨	عبد الرحمن	حافظ الله دته	گوجرانواله	١٤٠٣ھ / ١٩٨٣	٦٣	٢٨	٤٠	٥٦	٥٥	٤٥	٢٨٧	"	
٢٨٢٤	٠٦٠٢٩	محمد عبد الناصر	فضل قيوم	مردان	١٤٠١ھ / ١٩٨١	٥٩	٤٤	٢٤	٧٧	٤٠	٦٠	٣٠٤	جيد	
٢٨٢٥	٠٦٠٣٠	محمد ناصر	محمد خورشيد	صوابی	١٣٩٩ھ / ١٩٧٩	غائب								
٢٨٢٦	٠٦٠٣١	محمد عبد الله	حكيم محمد شبير	گوجرانواله	١٤٠٤ھ / ١٩٨٤	٥٠	٣٦	٤٢	٥٧	٥٥	٦٠	٣٠٠	"	

كشف نتائج الاختبار السنوى لوفاق المدارس العربية باكستان

١٤٢٥ھ المرحلة الثانوية الخاصة للبنين
٢٠٠٤ء

اسم المدرسة/الجامعة جامعہ مدنیہ العنوان محمد آباد (لاھور) رائیونڈ روڈ

رقم الجلوس	رقم التسجيل	اسم الطالب	اسم الاب	مديريه	تاريخ الولادة	الورقة الاولى	الورقة الثانية (الفقه شرح وقاية اخيرين)	الورقة الثالثة (اصول فقه نور الانوار تا قياس)	الورقة الرابعة (النحو شرح جامي)	الورقة الخامسة	الورقة السادسة	المجموعة	التقدير	الكوائف
						الارقام المحصلة فى كل ورقة								
٢٨٢٧	٥٦٠٣٢	عبد السميع	محمد شفيع	مانسہرہ	١٤٠٣ھ / ١٩٨٣ء	٧٤	٥٥	٤٠	٦٨	٥٠	٥٨	٣٤٥	جيد	
٢٨٢٨	٥٦٠٣٣	حاكم خان	عبد الله	"	١٤٠٢ھ / ١٩٨٢ء	٦٨	٥١	٤٠	٦٨	٥٠	٦٥	٣٤٢	"	
٢٨٢٩	٥٦٠٣٤	محمد صادق	عبد الحئ	نورالائی	١٤٠٢ھ / ١٩٨٢ء	٦٠	٤٦	٦٢	٩٠	٦٠	٦٠	٣٧٨	جيد جدا	
٢٨٣٠	٥٦٠٣٥	منير احمد	محمد دين	مضور	١٤٠٤ھ / ١٩٨٤ء	٤٢	٢٢	٢٨	٦٣	٤٠	صفر	١٩٥	راسب	
٢٨٣١	٥٦٠٣٦	شمشير خان	دوست محمد خان	مردان	١٤٠٠ھ / ١٩٨٠ء	٦٧	٥٣	٥٨	٧٥	٦٠	٥٥	٣٦٨	جيد جدا	
٢٨٣٢	٥٦٠٣٧	عبد الوحيد	محمد شفيع	بھمبر	١٤٠١ھ / ١٩٨١ء	٦٥	٤٧	٥٠	٨٣	٦٠	٧٠	٣٧٥	"	
٢٨٣٣	٤٩٥٢٢	شفقت على	فياض حسين اختر	ساھیوال	١٤٠٠ھ / ١٩٨٠ء	٦٣	٤٣	٢٥	٤١	٤٥	١٥	٢٣٢	راسب	٢٦٠١/ ١٤٢٤ھ
٢٨٣٤	٥٦٠٣٨	عبد الرزاق	محمد ابراهيم	مظفرگڑھ	١٤٠٤ھ / ١٩٨٤ء	٦١	٣٦	١١	٦٢	٣٠	٤٥	٢٤٥	ضمنی	
٢٨٣٥	٥٦٠٣٩	محمد ابوبكر علوى	محمد سيف الدين	لاھور	١٣٩٩ھ / ١٩٧٦ء	غائب								
٢٨٣٦	٥٦٠٤٠	خالد محمود	عبد المجيد	مضور	١٤٠٢ھ / ١٩٨٢ء	٥٣	٤٠	٣٣	١٥	٢٥	٥٠	٢١٦	راسب	
٢٨٣٧	٥٦٠٤١	عبد الديان	غلام محمد	ينگى قلعہ/افغانستان	١٤٠٤ھ / ١٩٨٤ء	٤٢	٦٦	١٠٠	٩٥	٦٠	٤٨	٤١١	جيد جدا	
٢٨٣٨	٥٦٠٤٢	محمد على	محمد شفيق	لاھور	١٤٠١ھ / ١٩٨١ء	٥٥	٣١	٤٠	٦٠	٥٥	٤٢	٢٨٣	مقبول	

مكتب نتائج الاختبار السنوى لوفاق المدارس العربيّة باكستان ١٤٢٥ھ المرحلة الثانوية الخاصة لل

٢٠٠٤ء

اسم المدرسة/الجامعة جامعه مدنيه العنوان محمد آباد (لاهور) رائے ونڈ روڈ

رقم الجلوس	رقم التسجيل	اسم الطالب	اسم الاب	مديريه	تاريخ الولادة	الورقة الاولى	الورقة الثانية الفقه شرح وقاية اخيرين	الورقة الثالثة اصول فقه نور الانوار تا قياس	الورقة الرابعة النحو شرح جامى جسميات	الورقة الخامسة	الورقة السادسة	المجموعة	التقدير
						الارقام المحصلة في كل ورقة							
٢٨٣٩	٥٦٠٤٣	محمد ذيشان خان	محمد خليل الله	بهاولپور	١٤٠٢ھ ١٩٨٢ء	٦٦	٤٩	١٤	٦٥	٦٠	٤٥	٢٩٩	جيد
٢٨٤٠	٥٦٠٤٤	رضوان على	رحمت على	سيالكوٹ	١٤٠٣ھ ١٩٨٣ء	٥٤	٣٢	٢٤	٦٣	٤٠	٥٥	٢٦٨	مقبول
٢٨٤١	٣٧٣٧٢	حبيب الله	بشير احمد	بهكر	١٤٠١ھ ١٩٨١ء	٨٣	٤٠	٨٤	٩٠	٥٥	٥٨	٤١٠	جيد جدا
					١٤ھ ١٩ء								
					١٤ھ ١٩ء								
					١٤ھ ١٩ء								
					١٤ھ ١٩ء								
					١٤ھ ١٩ء								
					١٤ھ ١٩ء								
					١٤ھ ١٩ء								
					١٤ھ ١٩ء								
					١٤ھ ١٩ء								

٦٠٣/١٤٢٤

١. كشف نتائج الاختبار السنوي لوفاق المدارس العربية باكستان ١٤٢٥ھ ٢٠٠٤ء المرحلة الثانوية العامة للبنين

محمد آباد شعبه ابتاب باجیاں رائیونڈ روڈ

اسم المدرسة/الجامعة: جامعہ مدنیہ (جدید) العنوان: لاہور

رقم الجلوس	رقم التسجيل	اسم الطالب	اسم الاب	مديريه	تاريخ الولادة	الارقام المحصلة في كل ورقة: الورقة الاولى [illegible]	الورقة الثانية [illegible]	الورقة الثالثة قدوري كامل	الورقة الرابعة [illegible]	الورقة الخامسة [illegible]	الورقة السادسة [illegible]	المجموعة	التقدير	الكوائف
٥٤٦١	١٠٠٨٨٣	محمود الحسن	صاحبزاده عبدالرحيم نقشبندی	چکوال	١٤٠٢ھ / ١٩٨٢ء	٨٥	٣٠	٨٠	٤٠	٤٧	٦٠	٣٤٢	جيد	
٥٤٦٢	١٠٠٨٨٤	محمد شعيب خان	شاه روم بخاری	کوہاٹ	١٤٠٣ھ / ١٩٨٣ء	غائب								
٥٤٦٣	١٠٠٨٨٥	محمد عثمان	امير سليمان	بنوں	١٤٠٤ھ / ١٩٨٤ء	غ	٢٣	غائب				-٢٣-	راسب	
٥٤٦٤	١٠٠٨٨٦	عبد الرحمان	حاجی عبدالواسع	کوئٹہ	١٤٠٥ھ / ١٩٨٥ء	٢٨	٤٠	٧٠	٥٨	٤٥	٦٠	٢٩٦	مقبول	
٥٤٦٥	١٠٠٨٨٧	حضرت الله	محمد شير خان	بنوں	١٤٠٧ھ / ١٩٨٧ء	٤٠	٢٦	٧٥	٧٣	٦٩	٨٢	٣٦٥	جيد جداً	
٥٤٦٦	١٠٠٨٨٨	محمد عمران	حافظ ظهير الدين	لاہور	١٤٠١ھ / ١٩٨١ء	٥١	٤٠	٧٣	٤٨	٥٨	٦٧	٣٣٧	جيد	
٥٤٦٧	١٠٠٨٨٩	حافظ محمد عرفان	حافظ ظهير الدين	ء	١٤٠٦ھ / ١٩٨٦ء	٣٦	٤٤	٦٥	٩٧	٥٩	٧٥	٣٧٦	جيد جداً	
٥٤٦٨	١٠٠٨٩٠	محمد نسيم	محمد اعظم	بٹگرام	١٤٠٤ھ / ١٩٨٣ء	٢٣	٣٢	٦٥	٥٠	٥٠	٥٩	٢٧٩	مقبول	
٥٤٦٩	١٠٠٨٩١	محمد شريف	اللہ ودایا	راجن پور	١٤٠٦ھ / ١٩٨٦ء	٦٢	٣٠	٧٥	٤٥	٥٩	٥٦	٣٢٧	جيد	
٥٤٧٠	١٠٠٨٩٢	حافظ سليم الله	مولوی محمد اسحٰق	شانگلہ	١٤٠٣ھ / ١٩٨٣ء	غائب								
٥٤٧١	٨٦٨٥٠	محمد عمران فرحت	عمر حيات	قصور	١٤٠١ھ / ١٩٨١ء	٦٠	٤٠	٨٠	١٥	٤٢	٢٨	٢٦٥	مقبول	٤٩٩٥ / ١٤٢٤ھ
٥٤٧٢	١٠٠٨٩٣	محمد عمران	حاجی کالا	ڈیره غازیخان	١٤٠٥ھ / ١٩٨٥ء	٦١	٤٩	٨٥	٨٠	٧٧	٦٩	٤٢١	جيد جداً	

۲ مکتب نتائج الاختبار السنوی لوفاق المدارس العربیّة باکستان ۱۴۲۵ھ المرحلة الثانویة العامة للبنین

۲۰۰۴-۰۵

اسم المدرسة/الجامعة جامعہ مدنیہ الجدید العنوان لاہور

رقم الجلوس	رقم التسجیل	اسم الطالب	اسم الاب	مدیریہ	تاریخ الولادة	الارقام المحصلة فی کل ورقة: الورقة الاولیٰ ([illegible])	الورقة الثانیة ([illegible])	الورقة الثالثة (قدوری کامل)	الورقة الرابعة ([illegible])	الورقة الخامسة (جلیۃ النحو کامل [illegible])	الورقة السادسة (تیسیر المنطق [illegible] مرقات)	المجموعة	التقدیر	الکوائف
٥٤٧٣	٨٧٢٤٦	غلام مصطفیٰ	محمد حسین	مظفرآباد	٠٣ – ١٩٨٣	٣٠	٢٢	٥٠	٢٣	٣١	٤٣	١٩٩	راسب	٥٤٠٧/١٤
٥٤٧٤	١٠٠٨٩٤	عبدالوحید	نصیرالدین	قصور	٠٥ – ١٩٨٥	١٥	٢٠	٤٥	١٢	٤٠	٢٩	١٦١	״	
٥٤٧٥	١٠٠٨٩٥	امیرزادہ گل	امان الدین	کراچی	٠٠ – ١٩٨٠	٤٠	٤٧	٥٥	٢٧	٧٣	٦٤	٣٠٦	جید	
٥٤٧٦	١٠٠٨٩٦	محمد عباس	محمد سلیم	لاہور	٠٧ – ١٩٨٧	٤٣	٤٢	٦٠	٦٥	٧٢	٧٩	٣٦١	جید جداً	
٥٤٧٧	١٠٠٨٩٧	محمد شہزاد	نور محمد	شیخوپورہ	٠٩ – ١٩٨٩	٤٠	٤٩	٧١	٧٠	٦٥	٢٩	٣٢٤	جید	
٥٤٧٨	١٠٠٨٩٨	اعجاز احمد	غلام جان	مانسہرہ	٠٦ – ١٩٨٦	غائب								
٥٤٧٩	١٠٠٨٩٩	محمد ارشد	فتح محمد	قصور	٠٩ – ١٩٨٨	٦٣	٣٢	٧٨	٥٠	٤٨	٦٢	٣٣٣	جید	
٥٤٨٠	١٠٠٩٠٠	نعیم اقبال	نور الٰہی	اٹک	٠٤ – ١٩٨٣	٦٤	٤١	٨٢	٤٨	٨٢	٥٤	٣٧١	جید جداً	
٥٤٨١	١٠٠٩٠١	محمد اطہار	محمد بشیر خان	باغ	٠٣ – ١٩٨٢	٥٢	٣٢	٤٥	٣٠	٤٠	٥٩	٢٥٨	مقبول	
٥٤٨٢	١٠٠٩٠٢	شفاقت حسین	محمد خان	مانسہرہ	٠٥ – ١٩٨٥	غائب								
٥٤٨٣	١٠٠٩٠٣	محمد عمر	محمد نعیم	لاہور	٠٧ – ١٩٨٧	غائب								
٥٤٨٤	١٠٠٩٠٤	مسعود احمد	تاج عبدالحمید	ملتان	٠١ – ١٩٨١	٥٨	٢٤	٦٥	١٢	٤٠	٢٣	٢٢٢	راسب	

٣ مكتب نتائج الاختبار السنوي لوفاق المدارس العربية باكستان ١٤٢٥ھ / ٢٠٠٤م المرحلة الثانوية العامة للبنين

اسم المدرسة/الجامعة: جامعه مدنيه (جديد) العنوان: لاهور

رقم الجلوس	رقم التسجيل	اسم الطالب	اسم الاب	مديريه	تاريخ الولادة	الارقام المحصلة في كل ورقة: الورقة الاولى	الورقة الثانية	الورقة الثالثة	الورقة الرابعة	الورقة الخامسة	الورقة السادسة	المجموعة	التقدير	الكوائف
٠٤٨٥	١٠٠٩٠٥	حافظ عبد الرحمن	محمد اشرف	لاهور	١٤٠٩ھ / ١٩٨٩	٥ صرف	غائب					٥ صرف	راسب	
٠٤٨٦	١٠٠٩٠٦	عبد الله	امانت گل	پشاور	١٤٠٤ھ / ١٩٨٤	٧٧	٦٠	٨٨	٩٧	٨٠	٦٧	٤٦٩	جيد جدا	
٠٤٨٧	١٠٠٩٠٧	عبيد الله	مستقيم خان	حيدرآباد	١٤٠٥ھ / ١٩٨٥	٦٢	٥٠	٧٠	٨٨	٨٥	٨٠	٤٣٥	〃	
٠٤٨٨	١٠٠٩٠٨	آفتاب خان	محمد اعظم خان	باغ	١٤٠٤ھ / ١٩٨٤									
٠٤٨٩	١٠٠٩٠٩	محمد ضياء الرحمن	محمد اسلم خان	〃	١٤٠٤ھ / ١٩٨٤	غائب								
٠٤٩٠	١٠٠٩١٠	سعيد احمد	محمد عمر	قصور	١٤٠٧ھ / ١٩٨٧	٦٧	٣٠	٨٦	٦٣	٤٧	٣٦	٣٢٩	جيد	
٠٤٩١	١٠٠٩١١	عبد السلام	بهرام خان	كوئٹه	١٤٠١ھ / ١٩٨٠	٤٤	٤٠	٧٠	٤٢	٥٩	٥٥	٣١٠	〃	
٠٤٩٢	١٠٠٩١٢	محمد ممتاز احمد	صابر حسين خان	ڈيره غازيخان	١٤٠١ھ / ١٩٨١	٨٠	٤٠	٧٠	٣٣	٧١	٨١	٣٧٥	جيد جدا	
٠٤٩٣	١٠٠٩١٣	محمد شمشاد	محمد طيب	اوكاڑه	١٤٠٦ھ / ١٩٨٦	٧٣	٤٣	٢٥	٤٠	٤٠	٣٣	٢٤٤	مقبول	
٠٤٩٤	١٠٠٩١٤	گل نواز	رستم خان	قصور	١٤٠٤ھ / ١٩٨٤	٥٨	٤٠	٥٥	٤٥	٤٠	٥١	٢٨٩	〃	
٠٤٩٥	١٠٠٩١٥	عزيز الله	عبد الله	كوئٹه	١٣٩٨ھ / ١٩٧٨	٨ صرف	١١	٧٢	١٠ صرف	٣٣	٥٦	١٩٠	راسب	
٠٤٩٦	١٠٠٩١٦	محمد عامر اخلاق	اخلاق احمد	لاهور	١٤٠٥ھ / ١٩٨٥	٨٧	٦١	٦٦	٩٧	٩٤	٧١	٤٧٦	جيد جدا	

كشف نتائج الاختبار السنوى لوفاق المدارس العربيّة باكستان ٢٥ ١٤ھ / ٢٠٠٤ء المرحلة الثانوية العامة للبنين

اسم المدرسة/الجامعة جامعہ مدنیہ (جدید) العنوان لاہور

رقم الجلوس	رقم التسجيل	اسم الطالب	اسم الاب	مديريه	تاريخ الولادة	الارقام المحصلة فى كل ورقة: الورقة الاولى	الورقة الثانية	الورقة الثالثة (قدوری کامل)	الورقة الرابعة	الورقة الخامسة	الورقة السادسة	المجموعة	التقدير	الكوائف
٥٤٩٧	١٠٠٩١٧	محمد شفیق	عبدالرشید	ٹانک	٠٦-١٤ / ١٩٨٦	٤٤	٣٦	٤٥	٨٣	٨٢	٥٩	٣٤٩	جید	
٥٤٩٨	١٠٠٩١٨	معراج الدین صدیقی	قیوم گل	شانگلہ	٠٣-١٤ / ١٩٨٣	٥٣	٤٥	٦٧	٤٧	٦١	٦٠	٣٣٣	″	
٥٤٩٩	١٠٠٩١٩	محمد اسحٰق	محمد اسلم	لاہور	٠٥-١٤ / ١٩٨٥	٧٣	٧٠	٩٠	٩٦	٨٦	٨٦	٥٠١	ممتاز	
٥٥٠٠	١٠٠٩٢٠	حافظ عبدالرزاق	فضل احمد	اٹک	٠٤-١٤ / ١٩٨٤	٩٤	٦٥	٩٣	٩٨	٩٩	٨٦	٥٣٥	″	
٥٥٠١	١٠٠٩٢١	حافظ سید علی اصغر	سید محمد سلیم	قصور	٠٣-١٤ / ١٩٨٣	٣٣	٤٥	٨٠	٢٨	٥٠	٤١	٢٧٧	مقبول	
٥٥٠٢	١٠٠٩٢٢	محمد مبین	محمد امین	لاہور	٠٥-١٤ / ١٩٨٥	٨٥	٦٦	٨٥	٩٢	كالعدم	٩٢	٤٢٠	جید جدًا	
٥٥٠٣	١٠٠٩٢٣	محمد جاوید	محمد بخش	شیخوپورہ	٠٣-١٤ / ١٩٨٣	٦٧	٤٠	٩٠	٩٣	٥٩	٨٠	٤٢٩	″	
٥٥٠٤	١٠٠٩٢٤	محمد اکرم	حاجی رحمت علی	قصور	٠٤-١٤ / ١٩٨٤	٥٣	٤٣	٨٥	٦٢	٦٧	٧٤	٣٨٤	″	
٥٥٠٥	١٠٠٩٢٥	محمد بشارت	اسلام دین	مظفرآباد	٠٤-١٤ / ١٩٨٤	٥٣	٢٤	٥٥	١٢	١٢	١٧	١٧٣	راسب	
٥٥٠٦	١٠٠٩٢٦	شہزاد احمد	حافظ محمد سردار	قصور	٠٨-١٤ / ١٩٨٧	٧٥	٣٣	٩٠	٤٠	٥٧	٧٥	٣٧٠	جید جدًا	
٥٥٠٧	١٠٠٩٢٧	محمد ابوذر	محمود احمد	″	٠٦-١٤ / ١٩٨٦	٩١	٥٢	٩٠	٣٠	٤٧	٦٧	٣٧٧	″	
٥٥٠٨	١٠٠٩٢٨	مشرف سعید	محمد سعید	لاہور	٠٣-١٤ / ١٩٨٣	غائب								

٥ مكتب نتائج الاختبار السنوي لوفاق المدارس العربية باكستان ١٤٢٥ھ / ٢٠٠٤ء المرحلة الثانوية العامة للبنين

اسم المدرسة/الجامعة: جامعہ مدنیہ (جدید) العنوان: لاہور

رقم الجلوس	رقم التسجيل	اسم الطالب	اسم الاب	مديريه	تاريخ الولادة	الورقة الاولى	الورقة الثانية	الورقة الثالثة (قدوری کامل)	الورقة الرابعة	الورقة الخامسة	الورقة السادسة	المجموعة	التقدير	الكوائف
						الارقام المحصلة فى كل ورقة								
٥٥٠٩	١٠٠٩٢٩	محمد اسماعیل	حاجی حیشت گل	کراچی	١٤٠٣ھ / ١٩٨٣ء	غائب								
٥٥١٠	١٠٠٩٣٠	شعیب احمد	قاری جمیل احمد	لاہور	١٤٠٨ھ / ١٩٨٨ء	٢٢	٢٣	٧٥	٥ صرف	٢٠	٣٦	١٨١	راسب	
٥٥١١	٨٧٢٣٦	محمد اختر	شبیر محمد	سیالکوٹ	١٤٠٤ھ / ١٩٨٤ء	٤٢	٢٩	٩٠	٣٠	٤٠	٢٠	٢٥١	ضمنی	٥٣٩٧ / ١٤٢٤ھ
٥٥١٢	١٠٠٩٣١	امجد حسین	محمد اسماعیل	قصور	١٤٠١ھ / ١٩٨١ء	٤٠	٣١	٨٥	٢٠	٤٠	٢٩	٢٤٥	″	
٥٥١٣	١٠٠٩٣٢	احسان اللہ	حاجی اکرم خان	بنوں	١٤٠٦ھ / ١٩٨٦ء	٧٥	٥٧	٩٠	٩٦	٧٩	٧٦	٤٧٣	جید جداً	
٥٥١٤	١٠٠٩٣٣	تاجمل خان	محب اللہ	شانگلہ	١٤٠١ھ / ١٩٨١ء	٥٥	٥٨	٨٠	٩٧	٨٨	٨٠	٤٥٨	″	
٥٥١٥	١٠٠٩٣٤	محمد احسان اللہ قصاص	محمد رحیم شاہ	چترال	١٤٠٦ھ / ١٩٨٦ء	٤٠	٤٠	٥٠	٥ صرف	٢٠	٤٠	١٩٥	راسب	
٥٥١٦	١٠٠٩٣٥	ثناء اللہ	حاجی نور اللہ	زیارت	١٤٠٥ھ / ١٩٨٥ء	٢٩	١٥	٧٥	٧ صرف	٤٠	٢٦	١٩٢	″	
٥٥١٧	١٠٠٩٣٦	محمد بشیر الدین	عبد الحکیم	چترال	١٤٠٦ھ / ١٩٨٦ء	٤٤	٤٨	٤٠	٥ صرف	٥٣	٥٦	٢٤٦	مقبول	
					١٤..ھ / ١٩..ء									
					١٤..ھ / ١٩..ء									
					١٤..ھ / ١٩..ء									

مكتب نتائج الاختبار السنوى لوفاق المدارس العربية باكستان ١٤٢٥ھ / ٢٠٠٤ء المرحلة المتوسطه للبنين

اسم المدرسة/الجامعة جامعہ مدنیہ (جدید) العنوان لاهور رائیونڈ روڈ

رقم الجلوس	رقم التسجيل	اسم الطالب	اسم الاب	مديريه	تاريخ الولادة	الارقام المحصلة فى كل ورقة: الورقة الاولى	الورقة الثانية	الورقة الثالثة (رياضى جماعت ہشتم، مرتبہ وفاق)	الورقة الرابعة (گلستان باب ۱ تا ۴)	الورقة الخامسة (انگریزی جماعت ہشتم، مرتبہ وفاق)	الورقة السادسة (سائنس)	الامتحان الشفوى	المجموعة	التقدير	الكوائف
٥٧١٢	٨١٠٥٣	محمد عقیل	محمد شفیق	اٹک	١٤٠٧ھ / ١٩٨٧ء	غ	٢٥	صفر	٤٠	صفر	١١	١٠٠	١٧٦	راسب	
					١٤ھ / ١٩ء										
					١٤ھ / ١٩ء										
					١٤ھ / ١٩ء										
					١٤ھ / ١٩ء										
					١٤ھ / ١٩ء										
					١٤ھ / ١٩ء										
					١٤ھ / ١٩ء										
					١٤ھ / ١٩ء										
					١٤ھ / ١٩ء										
					١٤ھ / ١٩ء										
					١٤ھ / ١٩ء										

قمر عثمانی

طلبۂ دینیہ سے خطاب

حضورِ سیّد خیرالوریٰ کے مہماں ہو تم
کتاب اللہ و سنت کے حقیقی ترجماں ہو تم

اصولِ دین فطرت کے حقیقی رازداں ہو تم
خزاں نادیدہ گلشن کی بہارِ جاوداں ہو تم

تمہارے دم سے قائم ہے جہاں میں سطوتِ دینی
متاعِ کفر کے حق میں بلائے ناگہاں ہو تم

تمہارے ذکر سے ایوانِ شیطانی میں ہلچل ہے
جہاں میں شوکتِ اسلام کا محکم نشاں ہو تم

وہی گلشن اکابر نے جسے خوں دے کے سینچا ہے
بہاریں اُس کی تم سے ہیں اور اسکے باغباں ہو تم

حوادث کی جبینِ پُرشکن سے تم نہ گھبراؤ
تمہیں کیا خوف طوفاں کا کہ بحرِ بیکراں ہو تم

اُٹھو اور قوتِ اخلاق سے دُنیا پہ چھاؤ جاؤ
مقدس محترم تاریخ کی اک داستاں ہو تم

زمانہ کو دِکھا دو راستہ تقوے کی منزل کا
کہ رخشندہ روایاتِ کہن کے پاسباں ہو تم

بقیہ : الوداعی خطاب

اسی وقت پتہ چلے گا اس سے پہلے کچھ پتا نہیں، چاہے کتنے ہی اچھے اعمال ہوں چاہے کتنا ہی برا انسان ہو کچھ پتا نہیں کہ یہ موت کے وقت اچھے حال پر مرجائے کتنا ہی اچھا انسان ہو پتا نہیں کہ وہ موت کے وقت بُرے حال پر مرجائے العیاذ باللہ. اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سے بچائے۔ اس لیے بس یہ یاد رکھیں کہ آپ نے سُنت کو پکڑنا ہے اتباعِ سُنت اختیار کرنی ہے اور اُس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی یاد کی کثرت رکھنی ہے۔ بحیثیت طالب علم کے ذکر اللہ پر کتاب کو ترجیح دیں جب تک آپ پڑھ رہے ہیں اگر ذکر اللہ اور کتاب میں تعرض آجائے تو کتب پڑھتے رہیے اتباعِ سنت کرتے رہیں جب فرصت ملے تو اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف بھی توجہ دیں اور جب فارغ ہو جائیں تو پھر تو اتنا وقت دیں کہ جس میں اللہ تعالیٰ کی یاد اور باطنی اصلاح کا موقع ملے اور اس پر توجہ دی جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ سب کو باطنی شرور سے محفوظ فرمائے اور باطنی کمالات سے نوازدیں۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین۔

قسط : ۱

حُسنِ ادب اور اُس کی اہمیت

﴿حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی رحمۃ اللہ علیہ﴾

بڑوں کا ادب واحترام، اساتذہ وشیوخ کا اکرام وخدمت گزاری اور اُن کا پاس ولحاظ ہمیشہ سے اکابر دین علماء سلف کا امتیازی وصف رہا ہے مگر آج آزادی کے غلط تصور اور مغرب زدگی کے اثر سے یہ چیزیں رفتہ رفتہ ختم ہو رہی ہیں۔ آج سے پچیس تیس سال پہلے ہمارے دینی مدارس کے طلبہ میں جو شائستگی وتہذیب جو متانت وسنجیدگی اور جو ادب واحترام پایا جاتا تھا آج اُس کی جھلک بھی کہیں مشکل ہی سے نظر آتی ہے، یہ کمی بڑی افسوسناک کمی ہے۔ علومِ دینیہ کے حاملین کو اسلامی تہذیب، اسلامی آداب، اور اسلامی اخلاق کا حامل ہونا چاہیے۔ ہمارے لیے ہمارے اکابر واسلاف کی روش قابل تقلید ہے اسی میں ہماری عزت وسربلندی ہے اور اسلاف کی مستحسن روش ہی پر چل کر ہم اسلام کے تقاضے کو پورا کر سکتے ہیں۔ ہمارے مذہب نے جس طرح عقائد وعبادات اور معاملات واخلاق کے سبق ہم کو بتائے ہیں اسی طرح اُس نے ہم کو آداب بھی سکھائے ہیں، نیک روش، اچھے چال چلن اور عمدہ طور طریق کی تعلیم بھی دی ہے اور دوسرے امور دین کے ساتھ ساتھ ادب ووقار سیکھنے اور سکھانے کی تاکید بھی کی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا **ان الھدی الصالح والسمت الصالح والاقتصاد جزء من خمسۃ وعشرین جزء من النبوۃ رواہ احمد۔** (عمدہ روش، اچھے انداز اور میانہ روی نبوت کے پچیس اجزاء میں سے ایک جزء ہے یعنی یہ چیزیں انبیاء علیہم السلام کے عادات وفضائل میں سے ہیں) اسی لیے علماء نے فرمایا **یسن ان یتعلم الادب والسمت والفضل والحیاء وحسن السیرۃ شرعا و عرفا** (الآداب الشرعیہ ۱/۲/۴۷۲) یعنی ادب ووقار، فضل وحیا اور حسن سیرت سیکھنا شرعاً وعرفاً مسنون ہے۔

نیز حدیث نبوی میں وارد ہے **لان یؤدب الرجل ولدہ خیرلہ من ان یتصدق بصاع** . (ترمذی) آدمی اپنی اولاد کو ادب سکھائے تو یہ ایک صاع خیرات کرنے سے بہتر ہے اور فرمایا **مانحل والد ولدا من نحلۃ افضل من ادب حسن** ۔ کسی باپ نے اپنی اولاد کو عمدہ ادب سے بہتر کوئی عطیہ نہیں دیا، اور ارشاد ہے کہ بیٹے کا ایک حق باپ پر یہ بھی ہے کہ اس کو اچھا ادب سکھائے (عوارف)۔ ایک اور حدیث میں ہے **تعلموا العلم ، وتعلموا للعلم السکینۃ والوقار وتواضعوا لمن تعلمون منہ** . (طبرانی) علم سیکھو اور علم کے لیے سکون وقار سیکھو، اور جس سے استفادہ کرو اس کے لیے تواضع کرو۔ اس مضمون کا ایک اثر بھی حضرت عمرؓ سے مروی ہے۔ (الآداب الشرعیۃ ۲/ ۵۱ و

۱/۲۵۴)۔ حضرت عمرؓ سے یہ بھی مروی ہے تأدبوا ثم تعلموا (الآداب الشرعیہ ۳/۵۵۷) ادب سیکھو پھر علم سیکھو۔ ابوعبداللہ بلخیؒ نے فرمایا ادب العلم اکثر من العلم علم کا ادب علم سے زیادہ ہے۔ امام ابن المبارکؒ نے فرمایا کہ آدمی کسی قسم کے علم سے باعظمت نہیں ہوسکتا جب تک اپنے علم کو ادب سے مزین نہ کرے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ آیت کریمہ: قوا انفسکم واھلیکم ناراً کی تفسیر ادبوھم وعلموھم سے فرماتے تھے یعنی اپنے اہل واولاد کو آگ سے بچانے کا مطلب یہ بیان فرماتے تھے کہ ان کو ادب سکھاؤ اور تعلیم دو۔ عبداللہ ابن المبارکؒ فرماتے ہیں کہ مجھ سے مخلد بن الحسینؒ نے فرمایا کہ ہم بہت ساری حدیثوں کے سننے اور پڑھنے سے زیادہ محتاج ادب سیکھنے کے ہیں۔ (الآداب شرعیہ ۳/ ۵۵۸)

حضرت حبیب ابن الشہیدؒ (جو امام ابن سیرینؒ کے شاگرد ہیں) اپنے لڑکے سے کہا کرتے تھے کہ بیٹے ! فقہاء وعلماء کی مجلسوں میں بیٹھ کر ان سے ادب سیکھو یہ چیز میرے نزدیک بہت ساری حدیثوں کے جاننے سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ حضرت فضیل بن عیاضؒ نے بعض طلبہ حدیث کی کچھ خفیف حرکتیں دیکھیں تو فرمایا کہ اے وارثان انبیاء! تم ایسے رہوگے؟ حضرت وکیعؒ نے بعض طلاب کی کچھ نازیبا باتیں اور حرکتیں سنیں اور دیکھیں تو فرمایا کہ کیا حرکت ہے، تم پر وقار لازم ہے۔ (آداب شرعیہ ۱/ ۲۴۳) ایک بار عبداللہ بن المبارکؒ سفر کر رہے تھے لوگوں نے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے؟ فرمایا بصرہ جارہا ہوں، لوگوں نے کہا، اب وہاں کون رہ گیا ہے جس سے آپ حدیث نہ سن چکے ہوں، فرمایا ابن عونؒ کی خدمت میں حاضری کا ارادہ ہے، ان کے اخلاق اور ان کے آداب سیکھوں گا۔ عبدالرحمٰن بن مہدیؒ فرماتے ہیں کہ ہم بعض علماء کی خدمت میں علم حاصل کرنے نہیں جاتے تھے بلکہ صرف اس مقصد سے حاضری دیتے تھے کہ ان کی نیک روش ان کا طرز وانداز سیکھیں گے۔ علی ابن المدینیؒ وغیرہ متعدد ائمہ حدیث یحیٰی ابن سعید قطانؒ کے پاس بعض اوقات صرف اس لیے حاضر ہوتے تھے کہ ان کی روش وانداز دیکھیں۔ اعمشؒ کہتے ہیں کہ طالبین علم فقیہ (استاذ) سے ہر چیز سیکھتے تھے حتیٰ کہ اُسی کی سی پوشاک اور جوتے پہننا سیکھتے تھے (آداب)۔ حضرت امام احمدؒ کی مجلس میں پانچ ہزار سے زائد آدمی شریک ہوتے تھے جن میں سے صرف پانچ سو کے قریب آدمی تو اُن سے حدیثیں سن کر لکھتے تھے اور باقی سب لوگ ان سے حسن ادب اور وقار ومتانت سیکھتے تھے۔ (آداب ۲/۱۳)

ادب سیکھنے اور سکھانے کی اس اہمیت کو واضح کرنے کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ عالم کا حق، اور ان کے اجلال واحترام کے احکام بھی ذکر کر دیئے جائیں۔

اُستاذ کا مرتبہ :

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ جس نے مجھے ایک حرف بھی بتادیا میں اُس کا غلام ہوں، وہ چاہے مجھے

بیچے یا آزاد کردے یا غلام بنائے رکھے۔ امام زرنوجیؒ نے اس کو ذکر کرنے کے بعد خود فرمایا ہے :

رأیت احق الحق حق المعلم

و اوجبه حفظا علی کل مسلم

سب سے زیادہ واجب الرعایۃ اور ضروری حق ہر مسلمان کے ذمہ معلم (اُستاذ) کا حق میں نے پایا

لقد حق ان یهدی الیه کرامة

لتعلیم حرف واحد الف درهم

وہ اس لائق ہے کہ ایک حرف بتانے کی قدر دانی میں اس کو ایک ہزار درہم ہدیہ پیش کیا جائے

"شرح الطریقة المحمدیة" میں ایک حدیث بھی بایں الفاظ مذکور ہے من علم عبد آیة من کتاب اللّٰه فهو مولاه ، لاینبغی ان یخذ له ولا یستأثر علیه احدا یعنی کسی قرآن پاک کی ایک آیت سکھادے وہ اس کا آقا ہے اس کو کبھی اس کی مددنہ چھوڑنی چاہیے، نہ اس پر کسی کو ترجیح دینی چاہیے۔ ناچیز کہتا ہے کہ اس حدیث کی استاد عوارف المعارف میں یوں مذکور ہے :

اخبرنا الشیخ الثقة ابوالفتح محمد بن سلیمان قال اما ابو الفضل حمید قال انا الحافظ ابو نعیم قال ثناسلیمان بن احمد قال ثنا انس بن اسلم قال ثنا عتبة بن رزین عن ابی امامة الباهلی عن رسول اللّٰه ﷺ. (عوارف علی هامش الاحیاء ۱/۷۴)

ایک آیت سکھادے وہ اس کا آقا ہے اس کو کبھی اس کی مددنہ چھوڑنی چاہیے۔ نہ اس پر کسی کو ترجیح دینی چاہیے، ناچیز کہتا ہے کہ اس حدیث کی استاد عوارف المعارف میں یوں مذکور ہے۔ اخبرنا الشیخ الثقة ابوالفتح محمد بن سلیمان قال اما ابوالفضل حمید قال انا الحافظ ابونعیم قال ثنا سلیمان بن احمد قال ثنا انس بن اسلم قال ثنا عتبة بن رزین عن ابی امامة الباهلی عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم (عوارف علی هامش الاحیاء ۴/۷۴)

اور مجمع الزوائد میں ہے کہ اس حدیث کو طبرانی نے معجم کبیر میں روایت کیا ہے۔ (۱/۱۲۸)

شرح الطریقة المحمدیة میں یہ بھی مذکور ہے کہ استاذ کا حق ادا کرنے کو ماں باپ کا حق ادا کرنے پر مقدم جانے، اس کے بعد یہ واقعہ لکھا ہے کہ جس وقت امام حلوانیؒ بخارا چھوڑ کر دوسری جگہ چلے گئے تو امام زرنجریؒ کے علاوہ ان کے سب شاگرد سفر کر کے ان کی زیارت کو گئے، امام زرنجریؒ ماں کی خدمت میں مشغول رہنے کی وجہ سے نہ جاسکے، مدت

کے بعد جب ملاقات ہوئی تو انھوں نے غیر حاضری پر افسوس ظاہر کرتے ہوئے یہی معذرت پیش کی، امام حلوانیؒ نے فرمایا کہ خیر تم کو عمر تو ضرور نصیب ہوگی مگر درس نصیب نہ ہوگا یعنی درس میں برکت اور بکثرت لوگوں کا ان کے درس سے فائدہ اُٹھانا نصیب نہ ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا اور ان کا حلقۂ درس کبھی نہ جما۔ الآداب الشرعیہ میں ہے وذکر بعض الشافعية فی کتابه فاتحة العلم ان حقه آکد من حق الوالد (۱/۴۹۶) یعنی بعض شوافع نے اپنی کتاب فاتحۃ العلم میں لکھا ہے کہ معلم کا حق باپ کے حق سے زیادہ مؤکد ہے۔

اُستاذ اور ہر عالم کے حقوق :

امام خیر اخریؒ نے فرمایا کہ عالم کا حق جاہل پر اور اُستاذ کا حق شاگرد کے ذمہ یکساں ہی ہے اور وہ یہ ہے (۱) بے علم یا شاگرد عالم یا استاذ سے پہلے بات شروع نہ کرے (۲) اس کی جگہ پر نہ بیٹھے (۳) اس کی بات غلط بھی ہو تو رد نہ کرے (۴) اس کے آگے نہ چلے۔

تعلیم المتعلم میں ہے کہ اُستاذ کی تعلیم وتوقیر میں یہ بھی داخل ہے کہ (۱) اُس کے پاس مباح گفتگو بھی زیادہ نہ کرے (۲) جس وقت وہ تھکا ماندہ ہو اُس وقت اُس سے کوئی سوال نہ کرے (۳) لوگوں کو مسائل بتانے یا تعلیم دینے کا کوئی وقت اُس کے یہاں مقرر ہے تو اُس وقت کا انتظار کرے (۴) اس کے دروازے پر جا کر دروازے نہ کھٹکھٹائے بلکہ صبر وسکون کے ساتھ اُس کے از خود برآمد ہونے کا انتظار کرے۔

شرح الطریقۃ المحمدیہ میں بھی منقول ہے کہ استاذ کا ہاتھ چومنا بھی داخل تعظیم ہے اور ابن الجوزیؒ نے مناقب اصحاب الحدیث میں لکھا ہے۔ ینبغی للطالب ان یبالغ فی التواضع للعالم ویذل نفسه له ومن التواضع للعالم تقبیل یده یعنی طالب علم کے لیے زیبا ہے کہ عالم کے لیے تواضع میں مبالغہ کرے اور اپنے نفس کو اس کے لیے ذلیل کردے اور عالم کے لیے تواضع کی ایک صورت اس کا ہاتھ چومنا بھی ہے۔ (آداب شرعیہ ۲/۲۷۲)

استاذ کی تعظیم میں یہ بھی داخل ہے کہ اس کے آنے جانے کے وقت شاگرد کھڑا ہو جائے استاد عالم کے لیے قیام کا جواز بلکہ استحباب آداب شرعیہ میں بھی مذکور ہے اور اس باب میں امام نوویؒ کا ایک مستقل رسالہ ہے۔ شرح الطریقہ میں یہ بھی ہے کہ استاد کی کوئی رائے یا تحقیق شاگرد کو غلط معلوم ہوتی ہو تو بھی اس کی پیروی کرے جیسا کہ حضرت موسیٰ وخضر علیہما السلام کے قصہ سے ثابت ہے۔ استاذ کی تعظیم میں یہ بھی داخل ہے کہ اس کے سامنے تواضع سے پیش آئے، چاپلوسی کرے، اس کی خدمت کرے، اس کی مدد کرے اور علانیہ وخفیہ اس کے لیے دعاء کرتا ہے۔ (شرح الطریقہ)

امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں یہ فرمایا ہے ینبغی ان یتواضع للمعلم ویطلب الثواب والشرف

بخدمتہ (۱/۳۸) چاہیے کہ معلم کے لیے تواضع کرے اور اس کی خدمت کر کے شرف و ثواب کمائے، اس کے بعد ایک حدیث نقل کی ہے۔ لیس من اخلاق المومن التملق الا فی طلب العلم یعنی مؤمن کے اخلاق میں تملق (چاپلوسی) کی کوئی جگہ نہیں ہے مگر طلب علم کی راہ میں (رواہ ابن عدی من حدیث معاذ وابی امامۃ باسنادین ضعفین)۔

تعلیم المتعلم (ص ۷) میں ہے کہ استاذ کی تعظیم میں یہ بھی داخل ہے کہ اس کی اولاد اور متعلقین کی توقیر کرے ترغیب و ترہیب منذری میں حدیث مرفوع ہے تواضعوا لمن تعلمون منہ یعنی جس سے علم حاصل کرو اس کے لیے تواضع کرو۔ فردوس دیلمی کے حوالہ سے ایک حدیث نبوی منقول ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: بڑوں کے آگے چلنا کبائر میں سے ہے، بڑوں کے آگے کوئی ملعون ہی چل سکتا ہے، پوچھا گیا یارسول اللہ! بڑوں سے کون مراد ہیں، فرمایا علماء اور صلحاء۔ مراد یہ ہے کہ ان کی عظمت و منزلت کا لحاظ نہ کر کے استخفافاً آگے چلنا مذموم و قابلِ نکیر ہے۔ شرح الطریقۃ المحمدیہ میں ہے کہ علم زوال کا ایک سبب معلم کے حقوق کی رعایت نہ کرنا بھی ہے اور فرمایا کہ استاد کو جس شاگرد سے تکلیف پہنچے گی وہ علم کی برکت سے محروم رہ جائے گا۔

کسی اور عالم کا قول ہے کہ جو شاگرد اپنے استاذ کو نامشروع امر کا ارتکاب کرتے دیکھ کر اگر اعتراض و بے ادبی سے کیوں کہدے گا وہ فلاح نہ پائے گا، یعنی نامشروع پر ٹوکنے کے لیے بے ادبی مباح نہیں ہے۔ دوسرے سے تنبیہ کرائے یا خود ادب و احترام کے ساتھ استفسار کی صورت میں کہے یا اس طرح کہے کہ نصیحۃ مسلم معلوم ہو۔

اجلال علم وعلماء :

ابوداؤد میں مروی ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ بوڑھے مسلمان اور عالم و حافظ قرآن اور بادشاہ عادل کی عزت کرنا خدا کی تعظیم میں داخل ہے۔ الآداب الشرعیہ میں بروایت ابی امامہ یہ حدیث مرفوع منقول ہے کہ تین باتیں خدا کی تعظیم کی فرع ہیں اسلام میں بڑھاپے کی عمر کو پہنچنے والے کی توقیر اور کتاب اللہ کے حامل کا احترام اور صاحب علم کا اکرام خواہ چھوٹا ہو یا بڑا (۱/۲۵۶)۔ اسی کتاب میں حضرت طاؤسؒ سے مروی ہے من السنۃ ان یوقر اربعۃ العالم وذوالشیبۃ والسلطان والوالد یعنی عالم اور بوڑھے اور بادشاہ اور باپ کی توقیر سنت ہے۔ ایک اور حدیث مرفوع میں اہل علم کے استخفاف کو منافق کا کام بتایا گیا ہے۔ (مجمع الزوائد ۱/۱۴۷)

ایک اور حدیث میں ہے کہ جو ہم میں کے بڑے کی عزت نہ کرے اور چھوٹے پر رحم نہ کھائے اور عالم کا حق نہ پہچانے وہ میری اُمت سے نہیں ہے۔ ابن حزمؒ نے لکھا ہے (اتفقوا علی ایجاب توقیر اهل القرآن والاسلام والنبی ﷺ وکذلک الخلیفۃ والفاضل والعالم) یعنی حاملین قرآن واسلام اور نبی ﷺ اسی طرح خلیفہ

وقت اور فاضل، عالم کی توقیر کو واجب قرار دینے پر اجماع ہے۔ (الآداب الشرعیہ ۱/ ۴۹۵)

امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ ہارون رشید نے میرے پاس آدمی بھیج کر سماعِ حدیث کی خواہش ظاہر کی میں نے کہلا بھیجا کہ علم لوگوں کے پاس نہیں جایا کرتا۔ رشید یہ جواب پاکر خود آئے اور آکر میرے پاس دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے میں نے کہا : یا امیر المومنین ! ان من اجلال اللّٰہ اجلال ذی الشیبۃ المسلم یعنی خدا کی تعظیم میں یہ بھی داخل ہے کہ بوڑھے مسلمان کا احترام کیا جائے۔ ہارون کھڑے ہوگئے پھر میرے سامنے شاگردانہ انداز سے بیٹھے ایک مدت کے بعد پھر ملاقات ہوئی تو کہا یا اباعبداللّٰہ تواضعنا لعلمک فانتفعنا بہ ہم نے آپ کے علم کے لیے تواضع کیا تو ہم نے اس سے نفع اُٹھایا۔ (آداب شرعیہ ۲/ ۵۵)

امام بیہقیؒ نے روایت کی ہے کہ خلیفہ مہدی جب مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور امام مالکؒ ان کے سلام کو گئے تو مہدی نے اپنے دونوں لڑکوں ہادی اور رشید کو امام مالکؒ سے حدیث سننے کا حکم دیا، جب شہزادوں نے امام مالکؒ کو طلب کیا تو انھوں نے آنے سے انکار کردیا۔ مہدی کو اس کی خبر ہوئی اور اس نے ناراضی ظاہر کی تو امامؒ نے فرمایا کہ العلم اھل ان یوقرویؤتی اھلہ یعنی علم اس بات کا حقدار ہے کہ اس کی توقیر کی جائے اور اس کے اہل کے پاس آیا جائے۔ اب مہدی نے خود لڑکوں کو امام صاحب کے پاس بھیجا، جب وہ وہاں پہنچے تو شہزادوں کے اتالیق نے امامؒ سے خواہش ظاہر کی کہ آپ خود پڑھ کر سنا دیں، امامؒ نے فرمایا کہ جس طرح بچے پڑھتے ہیں اور معلم سنتا ہے اسی طرح اس شہر کے لوگ محدث کے پاس حدیثیں پڑھتے ہیں جہاں خطا ہوتی ہے محدث ٹوک دیتا ہے۔ مہدی کو اس کی خبر پہنچائی گئی اور اس نے اس پر بھی اظہار عتاب کیا، تو امام مالکؒ نے مدینہ کے ائمہ سبعہ کا نام لے کر فرمایا کہ ان تمام حضرات کے یہاں یہی معمول تھا کہ شاگرد پڑھتے تھے اور وہ حضرات سنتے تھے۔ یہ سن کر مہدی نے کہا کہ تو انہیں کی اقتداء ہونی چاہیے اور لڑکوں کو حکم دیا کہ جاؤ تم خود پڑھو، لڑکوں نے ایسا ہی کیا۔ (آداب شرعیہ ۲/ ۵۵) ایک مرتبہ امام احمدؒ کسی مرض کی وجہ سے ٹیک لگا کر بیٹھے تھے اثنائے گفتگو میں ابراہیم بن طہمانؒ کا ذکر نکل آیا انکا نام سنتے ہی امام احمدؒ سیدھے بیٹھ گئے اور فرمایا کہ یہ نازیبا بات ہوگی کہ نیک لوگوں کا ذکر ہو اور ہم ٹیک لگائے رہیں۔ (آداب شرعیہ ۲/ ۲۶)

اُستاذ کا لحاظ پہلے لوگوں میں :

امام شعبیؒ کا بیان ہے کہ حضرت زید بن ثابتؓ سوار ہونے لگتے تو حضرت ابن عباسؓ رکاب تھام لیتے تھے اور کہتے تھے کہ علماء کے ساتھ ایسا ہی کرنا چاہیے اسی طرح حضرت ابن عمرؓ (صحابی) نے مجاہد (تابعی) کی رکاب تھامی۔ امام لیث بن سعدؒ امام زہریؒ کی رکاب تھامتے تھے۔ مغیرہ کہتے ہیں کہ ابراہیم نخعیؒ کی ہیبت ہم پر ایسی تھی جیسی بادشاہ کی ہوتی ہے

اور یہی حال امام مالکؒ کے شاگردوں کا امام مالکؒ کے ساتھ تھا۔ ربیعؒ کہتے ہیں کہ امام شافعیؒ کی نظر کے سامنے ان کی ہیبت کی وجہ سے مجھے کبھی پانی پینے کی جرأت نہیں ہوئی۔ (الآداب الشرعیہ ۱/۲۵۶)

(۲) ثابت بنانی حضرت انسؓ کے شاگرد اور تابعی ہیں یہ جب حضرت انسؓ کی خدمت میں جاتے تو ان کے ہاتھوں کو بوسہ دیتے اس لیے حضرت انسؓ اپنی لونڈی سے کہا کرتے تھے کہ ذرا میرے ہاتھوں میں خوشبو لگا دے وہ آئے گا تو بے ہاتھ چومے نہ مانے گا۔ (مجمع الزوائد ۱/۱۳۰)

(۳) سفیان بن عینیہؒ اور فضل بن عیاضؒ دونوں بزرگ حسین جعفیؒ کے شاگرد تھے ان میں سے ایک نے حسین کا ہاتھ دوسرے نے پاؤں چوما۔ (آداب شرعیہ ۲/۲۷۲)

(۴) امام احمدؒ نے داؤد بن عمرؒ کی رکاب تھامی تھی۔

(۵) خلف احمر کا بیان ہے کہ امام احمدؒ میرے پاس ابوعوانہ کی مرویات سننے کے لیے آئے میں نے بہت کوشش کی کہ ان کو بلند جگہ پر بیٹھاؤں مگر انھوں نے فرمایا کہ میں تو آپ کے سامنے ہی (شاگردوں کی جگہ پر) بیٹھوں گا ہم کو حکم دیا گیا ہے کہ ہم جس سے علم حاصل کریں اس کے لیے تواضع کریں۔ (آداب شرعیہ ۲/۲۵)

(۶) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ کسی صحابی کے پاس حدیث کا پتہ چلتا تو میں خود اُن کے دروازہ پر حاضر ہوتا تھا وہ اگر سوئے ہوتے تو میں باہر ہی اپنی چادر سر تلے رکھ کر پڑ جاتا اور دھول پھانکتا رہتا جب وہ برآمد ہوتے اور فرماتے کیسے تشریف لائے آپ نے آدمی بھیج کر بلوا کیوں نہیں لیا تو میں کہتا میں ہی اس کا حقدار ہوں کہ حاضری دوں۔ (آداب شرعیہ ۲/۲۷)

(۷) حضرت ابراہیم نخعیؒ نے حماد بن ابی سلیمانؒ (استاذ امام ابوحنیفہؒ) کو ایک دن بازار گوشت لانے کے لیے بھیجا راستہ میں اتفاق سے ان کے والد مل گئے جو سواری پر چلے آرہے تھے۔ حماد کے ہاتھ میں زنبیل دیکھ کر انھوں نے ان کو بہت ڈانٹا اور زنبیل چھین کر پھینک دی لیکن جب نخعیؒ کے انتقال کے بعد طالبین حدیث حماد کے دروازہ پر حاضر ہوئے اور دستک دی تو حماد کے والد ہی ہاتھ میں شمع لے کر آئے طلبہ نے کہا ہم آپ کے پاس نہیں آئے بلکہ آپ کے صاحبزادے کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں، وہ اُلٹے پاؤں اندر واپس آئے اور حماد سے کہا بیٹا تم اور لوگوں کے پاس جاؤ، میں سمجھ گیا، زنبیل ہی نے تم کو یہاں تک پہنچایا۔ (مقدمہ نصب الرایہ ۳۴)

(۸) حماد بن سلیمان کی ہمشیرہ عاتکہ کہتی ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ ہمارے گھر کی روئی دُھنتے تھے ہمارا دودھ اور ترکاری خریدتے تھے، اور اسی طرح کے اور بہت سے کام کرتے تھے اس واقعہ کو نقل کر کے علامہ کوثریؒ فرماتے ہیں کہ طالب علمی میں اسلاف اس طرح خدمت گزاری کرتے تھے اور اسی سے انہوں نے علم کی برکت پائی۔ (مقدمہ ۳۴)

(۹) خلال نے روایت کی ہے کہ امام احمدؒ ایک بار حضرت وکیع کی خدمت میں آئے اس وقت ان کے پاس

علمائے کوفہ کی ایک جماعت حاضر تھی۔ امام احمدؒ ادباً تو اضعاً وکیعؒ کے سامنے بیٹھ گئے، لوگوں نے کہا کہ شیخ تو آپ کی بہت عزت کرتے ہیں، امام احمدؒ نے فرمایا کہ وہ میری عزت کرتے ہیں تو مجھ کو بھی تو ان کی تعظیم واحترام لازم ہے۔ (آداب ۲/۴)

(۱۰) امام ابو عبیدؒ فرماتے ہیں کہ میں کبھی کسی محدث کے دروازہ پر حاضر ہوا تو اطلاع بھجوا کر داخلہ کی اجازت نہیں منگائی بلکہ بیٹھا انتظار کرتا رہا تا آنکہ وہ خود برآمد ہوئے۔ میں نے ہمیشہ قرآن پاک کی اس آیت سے جو ادب مستفاد ہے اس پر نظر رکھی ولو انهم صبروا حتى تخرج اليهم لكان خيرا لهم یعنی کاش وہ لوگ صبر کرتے تا آنکہ آپ باہر نکلتے تو ان کے لیے بہتر ہوتا۔ (آداب شرعیہ ۲/۴)

(۱۱) صاحب ھدایہؒ فرماتے ہیں کہ بخارا کے ایک بہت بڑے امام اپنے حلقۂ درس میں درس دے رہے تھے مگر اثناء درس میں کبھی کبھی کھڑے ہو جاتے تھے جب اسکا سبب دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ میرے استاذ کا لڑکا گلی میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا ہے کھیلتے کھیلتے وہ کبھی مسجد کے دروازے کے پاس بھی چلا آتا ہے تو میں اُس کیلیے بقصدِ تعظیم کھڑا ہو جاتا ہوں۔ (تعلیم المتعلم /۷)

(۱۲) قاضی فخر الدین ارسابندیؒ مرو میں رئیس الائمہ تھے، بادشاہ وقت بھی ان کا بے حد احترام کرتے تھے وہ فرماتے تھے کہ میں نے یہ منصب صرف استاذ کی خدمت کے طفیل میں پایا ہے علاوہ اور خدمتوں کے تیس برس تک میں اپنے اُستاد قاضی ابوزید دبوسیؒ کا کھانا پکایا کرتا تھا اور کبھی اس میں سے کھاتا نہ تھا۔

(۱۳) خلیفہ ہارون رشید نے اپنے لڑکے کو علم وادب کی تعلیم کے لیے امام اصمعیؒ کے سپرد کر دیا تھا، ایک دن اتفاقاً ہارون وہاں جا پہنچے دیکھا کہ اصمعیؒ اپنے پاؤں دھو رہے ہیں اور شہزادہ پاؤں پر پانی ڈال رہا ہے، ہارون نے بڑی برہمی سے فرمایا کہ میں نے تو اس کو آپ کے پاس اس لیے بھیجا تھا کہ اس کو ادب سکھائیں گے، آپ نے شہزادوں کو یہ حکم کیوں نہیں دیا کہ ایک ہاتھ سے پانی گرائے اور دوسرے ہاتھ سے آپ کے پیر دھوئے۔

اُستاذ کے ساتھ عقیدت :

(۱۴) حضرت مرزا جان جاناںؒ نے علم حدیث کی سند حضرت حاجی محمد افضل صاحبؒ سے حاصل کی تھی، مرزا صاحبؒ کا بیان ہے کہ تحصیل علم سے فراغت پانے کے بعد حضرت حاجی صاحبؒ نے اپنی کلاہ جو پندرہ برس تک آپ کے عمامہ کے نیچے رہ چکی تھی مجھے عنایت فرمائی۔ میں نے رات کے وقت گرم پانی میں وہ ٹوپی بھگو دی، صبح کے وقت وہ پانی املتاس کے شربت سے بھی زیادہ سیاہ ہو گیا تھا میں اس کو پی گیا، اس پانی کی برکت سے میرا دماغ ایسا روشن اور ذہن ایسا رسا ہو گیا کہ کوئی مشکل کتاب مشکل نہ رہی۔ (مقامات مظہری ۲۹) (جاری ہے)

❀❀❀

عازمینِ حج سے چند گزارشات

﴿مولانا عمران اللہ قاسمی صاحب، استاد جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد﴾

مذہب اسلام کے ارکان میں سے حج پانچواں رکن ہے اور اسلامی عبادات میں سے ایک ایسی اہم عبادت ہے جس کو ہر مکلف مسلمان پر بشرط استطاعت فرض کیا گیا ہے یہ ایک ایسی جامع عبادت ہے جس میں دیگر تمام عبادات کی روح شامل ہے۔ اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اسلام کے پانچوں ارکان کسی نہ کسی صورت کے ساتھ اس کے اندر سمٹ کر آگئے ہیں اور حج کی یہ کیفیت اجتماعی اس کی اہمیت وافضلیت کو بتلاتی ہے چنانچہ آپ دیکھتے ہیں کہ ایک حاجی کی زبان پر لبیک لبیک کی صدا بلند ہوتی ہے تو یہ ایک طرح سے کلمہ شہادت کی نقل ہے جس کو بندہ اللہ تعالیٰ کے حضور پہنچ کر دوہراتا ہے غرض نماز، روزہ، زکوٰۃ ہر ایک کی کچھ نہ کچھ روح حج کے اندر ضرور پائی جاتی ہے الحاصل اگر غور سے دیکھا جائے تو حج ایک ایسی عظیم الشان عبادت ہے جو خالق ومخلوق کا رشتہ ایک دوسرے سے مضبوط کرتی ہے بلکہ اگر یوں کہا جائے تو شاید غلط نہ ہوگا کہ کونوا ربانیین کہہ کر انسان سے جو فطری صفات مطلوب ہیں حج انہیں فطری صفات کی بازیابی کا عمل ہے۔

یہ بات تو مکمل طور پر واضح ہو چکی کہ حج میں جانی قربانی کے ساتھ ساتھ مالی قربانی بھی ہوتی ہے جو مزید دشواری کا سبب ہے اسی وجہ سے دیگر عبادات کے برخلاف حج صرف زندگی میں ایک بار فرض کیا گیا ہے اور اسی وجہ سے اس عمل کی شرف یابی کو عوام میں کافی اہمیت حاصل ہوتی لیکن افسوس اس بات پر ہے کہ اس فضیلت واہمیت والے عمل کو جس قدر احتیاط وعمدگی کے ساتھ ادا کرنا چاہیے تھا اُس سے کہیں زیادہ اس میں کوتاہیاں در آئیں جس کی وجہ سے یہ مبارک وفضیلت والا رکن عوام کی عدم احتیاط ولاعلمی اور بدنیتی کی بنیاد پر بسا اوقات کارِثواب ہونے کے بجائے کارِگناہ قرار پاتا ہے اس وجہ سے اس سلسلہ کی چند قابل اصلاح باتوں پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔

حج کی ادائیگی میں سستی اور کوتاہی :

حج کی جملہ بالا خصوصیات اور شان عظیم کے باوجود عوام عام طور پر اس ادائیگی میں سستی کرتے ہیں۔ وہی ضروریات اور خیالی مصروفیات سے فارغ ہونے کے منتظر رہتے ہیں کہ فلاں کام سے فارغ ہو کر چلیں گے اور اسی طرح ایک کام کے بعد دوسرے کام میں مشغولیت رکھتے ہوئے فراغت کا انتظار کرتے ہیں حالانکہ یہ سلسلہ عمر بھر منقطع نہیں ہوتا اور ہمارے بہت سے مسلمان اسی اہم فریضہ کی ادائیگی کے بغیر دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں جبکہ اس سلسلے میں نبی ﷺ

کا فرمان بہت سخت ہے، ارشاد گرامی ہے :

قال النبی ﷺ من ملک زاداً وراحلة تبلغه الی بیت اللّٰہ ولم یحج فلا علیه ان یموت یهودیاً ولا نصرانیاً (مشکوۃ ۲۵۲۱، ترمذی ۱۶۷)

''جس شخص کے پاس سفرِ حج کا خرچ اور ایسی سواری بھی میسر ہو جو اسے بیت اللہ شریف تک پہنچادے پھر بھی وہ حج نہ کرے تو اسکے حق میں کچھ فرق نہیں ہے کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر مرے''۔

مذکورہ روایت میں نبی اکرم ﷺ نے حج کی استطاعت کے باوجود اس مبارک فریضہ کو ادا نہ کرنے والے کو یہود اور نصرانی سے تشبیہ دی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہودی اور نصرانی نماز تو پڑھتے تھے لیکن حج نہیں کرتے تھے الحاصل استطاعت کے باوجود حج نہ کرنے والے کے لیے آپ ﷺ کی یہ وعید نہایت سخت ہے لہٰذا اس سستی اور کوتاہی کو دور کرنا نہایت ضروری ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ جب بھی حج کی استطاعت ہو جائے تو دیگر امور پر حج کے فریضہ کو ترجیح دے اور سر سری طور پر تمام ضرورتوں کا انتظام کر کے اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ رکھتے ہوئے حج کا ارادہ کرلے اور ان وعیدوں کو ذہن میں رکھے جو فرضیت کے باوجود اس کے ترک پر آئیں ہیں اس سے انشاء اللہ ارادہ میں پختگی اور مضبوطی آئے گی اور اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کرتا رہے انشاء اللہ العزیز اللہ تبارک وتعالیٰ ضرور بالضرور آسانی پیدا فرمائیں گے۔

حرام مال کا استعمال :

اس عظیم عبادت کی ادائیگی کا ارادہ رکھنے والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس عبادت کی ادائیگی میں پاکیزہ اور حلال کمائی ہی صرف کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ حلال اور پاکیزہ کمائی کو ہی قبول کرتا ہے اگر حج میں حرام یا مشتبہ مال صرف کیا جائے گا تو اس کا حج قبول نہیں ہوگا اور نبی اکرم ﷺ کے فرمان کے مطابق ایسا آدمی گناہگار ہوگا۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے :

عن ابی هریرة رضی اللّٰہ عنه قال: قال رسو ل اللّٰہ ﷺ اذا خرج الحاج حاجا بنفقة طیبة ووضع رجله فی الغرز فنادی لبیک اللهم لبیک ناداه مناد من السماء لبیک وسعدیک زادک حلال وراحلتک حلال وحجک مبرور غیر مازور واذا خرج الحاج بالنفقة الخبیثة فوضع رجله فی الغرز فنادی لبیک ناداه مناد من السماء لالبیک و لاسعدیک زادک حرام ونفقتک حرام وحجک مازور غیر مبرور. (الترغیب والترهیب ۲/۱۱۳، ۱۱۴)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے

ارشاد فرمایا کہ جب حاجی پاک مال کے ساتھ حج کے لیے نکلتا ہے اور اپنی سواری پر سوار ہو کر لبیک اللھم لبیک کے الفاظ پکارتا ہے تو آسمان میں سے ایک پکارنے والا فرشتہ پکار کر کہتا ہے کہ لبیک اللھم لبیک وسعدیک تیرے لیے حاضری اور سعادت ہے تیرا توشہ حلال اور تیری سواری حلال اور تیرا حج مقبول ومبرور ہے جس میں کوئی گناہ اور معصیت نہیں ہے اور جب حاجی حرام مال سے حج کے لیے نکلتا ہے پھر سواری کی زین پر پیر رکھ کر لبیک کہتا ہے تو آسمان سے ایک ندا دینے والا پکار کر کہتا ہے کہ لا لبیک ولا سعدیک تیرے لیے نہ حاضری ہے اور نہ سعادت ہے تیرا توشہ حرام تیرا نفقہ حرام اور تیرا حج غیر مقبول اور معصیت والا ہے"۔

مذکورہ روایت سے یہ بات صاف طور پر معلوم ہوتی ہے کہ حرام مال اگر حج کے صرفہ میں استعمال کیا جائے تو حج مقبول نہیں ہوگا بلکہ وہ حج کرنیوالا گنہگار رہوگا۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ آدمی اتنی کثیر مقدار میں روپیہ پیسہ خرچ کرے اور پھر بھی اس کا عمل مقبول نہ ہو کر باعثِ گناہ ہو جائے۔ لہٰذا ہر ایمان والے کو اپنی کمائی اور روزی کے حلال ہونے کی فکر کرنی چاہیے اور ہر طرح کی حرام اور مشتبہ روزی سے خود کو بچانا لازم کر لینا چاہیے یہ ان تمام حضرات کے لیے لمحہ فکریہ ہے جس کے کاروبار میں سود، بیاض، اور لون وغیرہ کی آمیزش پائی جاتی ہے یا اسی طرح سے انھوں نے دوسروں کے مالی حقوق دبا رکھے ہیں یا اسی طرح اور کوئی ناجائز کاروبار شروع کر رکھا ہے۔

سیر و تفریح کی نیت سے حج کرنا :

اسی طرح آج کل پیسے اور دولت کی فراوانی کی بدولت بہت سے حضرات سفر حج کو صرف ٹور اور پکنک سمجھ کر انجام دیتے ہیں اور اس طرح اپنی سیر و تفریح کی خواہش کو مٹاتے ہیں۔ انہیں یاد رکھنا چاہیے کہ حج ارکان اسلام میں ایک عشقیہ عبادت ہے جس میں اللہ کا عاشق دنیا کی ہر چیز کو خیر باد کہہ کر مستانہ وار اللہ تعالیٰ کے تعمیل ارشاد میں نکل کھڑا ہوتا ہے اور اس پر صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے حصول کا شوق غالب ہوتا ہے جس کے لیے اس قدر تکالیف اور مصائب کو وہ برداشت کر لیتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہوں کو مٹا کر اس کو بالکل نوزائیدہ بچے کی طرح گناہوں سے پاک وصاف کر دیتا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کا کس قدر بڑا انعام واحسان ہے۔ لہٰذا ان حضرات کو چاہیے جو حج کو صرف سیر و تفریح یا نام و نمود کی خاطر کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی سے بے نیاز نہ ہوں اور اس عظیم اور مبارک عمل کی اہمیت وعظمت کو سمجھیں اور اپنے مال کو ضائع کر کے نفس پرستی میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی ناراضگی مول نہ لیں اور حج مبارک کو صرف عبادت اور ایک اہم فریضہ سمجھ کر ہی ادا کریں۔

حج کے موقع پر اسراف وفضول خرچی :

اسی طرح جب حجاج کرام حج کے لیے روانہ ہوتے ہیں تو ان کے گلے میں ہار پھول کی مالائیں اور سہرے ڈالے جاتے ہیں ، فوٹو اور ویڈیو کیسٹیں تیار کی جاتی ہیں ، دعوتوں کا اس قدر اہتمام کہ شادی بیاہ بلکہ بعض جگہوں پر میلہ کا سا سماں رہتا ہے اور اس موقع پر اس قدر بے جا خرچ کیا جاتا ہے کہ خدا کی پناہ ! بھلا اس مبارک موقع پر اس فضول خرچی اور ناروا اُمور کی اجازت کیسے دی جاسکتی ہے جبکہ اس بے جا فضول خرچی کی جو حج کے لیے روانگی کے وقت دعوتوں کے اہتمام کاروں اور گاڑیوں کے لیے جاتی ہے اسی طرح پھول مالاؤں اور سہروں فوٹو گرافی وغیرہ میں کی جاتی ہے کسی بھی وقت اجازت نہیں دی جاسکتی یہ امور بالکل ناجائز ہیں اور ان کی وجہ سے حج جیسی مبارک عبادت کے ثواب میں بھی کمی ممکن ہے اس لیے اس طرح کی تمام خرافات سے بچنا لازم اور ضروری ہے۔

حج کے دوران بے پردگی :

اسی طرح آج کل ایک کوتاہی بڑی کثرت سے ہمارے معاشرے میں رائج ہوگئی ہے کہ مرد اور عورتوں کے مابین شریعت نے پردہ کی جو آڑ رکھی تھی آج وہ بے اثر ہو کر رہ گئی ہے اور پردہ کو ایک معیوب بات سمجھ لیا گیا ہے اور اس طرح اُس کی دھجیاں اُڑائی گئیں جیسے بے پردگی ہی ساری ترقیات کا زینہ ہو، اسی بے پردگی کا اثر حج کے دوران بھی نظر آتا ہے جو ایک بہت ہی بری بات ہے لہٰذا حج کے ارکان کی ادائیگی میں اور سفرِ حج کے دوران پردہ کا لحاظ بھی انتہائی ضروری ہے تاکہ ایک عظیم رکن کی ادائیگی میں بے پردگی جیسے بڑے گناہ کے ارتکاب سے بچا جاسکے۔

اسی طرح آج کل بے پردگی کا نتیجہ یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ محرم کے ہمراہ نہ ہونے کے باوجود عورتیں سفرِ حج کا ارادہ کر لیتی ہیں حالانکہ حج ارادہ رکھنے والی عورتوں کے لیے ضروری ہے کہ پہلے کسی محرم کو تیار کریں پھر حج پر سفر کرنے کا ارادہ کریں۔

نماز کی ادائیگی میں لاپرواہی :

اسی طرح ایک بڑی غلطی یہ ہے کہ لوگ سفرِ حج پر جاتے ہیں لیکن دورانِ سفر راستہ اور ائیر پورٹ وغیرہ پر نمازوں سے غفلت برتتے ہیں اور اس طرح نمازوں سے لاپرواہ ہو جاتے ہیں گویا ان سے اس حال میں نماز ساقط ہوگئی ہے۔ ایسے لوگوں کو یہ بات یاد رہنی چاہیے کہ وہ ایک فریضہ کی ادائیگی کے لیے چلے ہیں جس کی وجہ سے ان سے کوئی دوسرا فریضہ ساقط نہیں ہوسکتا ایسے لوگوں کا حج فرض تو ادا ہو جائے گا لیکن نمازوں کے برباد کرنے کی وجہ سے وہ لوگ گنہگار رہوں گے اور ان سے ان نمازوں کے سلسلے میں مواخذہ ہوگا اور اگر حج فرض نہ تھا بلکہ نفلی حج تھا تو یہ نمازوں سے غفلت اور بھی زیادہ قابلِ لعنت ہے کہ ایک نفل کے ادا کرنے کے لیے بہت ساری فرض نمازوں سے غفلت کس طرح جائز ہوسکتی ہے۔

حج کے دوران کی مشکلات کا تذکرہ :

اسی طرح ایک بڑی غلطی یہ ہوتی ہے کہ حج سے واپسی پر آنے والے حجاج کرام وہاں کے مشکلات اور پریشانیوں کو اس قدر بیان کرتے ہیں کہ بعض کمزور طبیعت کے لوگ جو آئندہ حج کا ارادہ کیے ہوئے ہیں وہ حج کو جانے سے ڈر جاتے ہیں اس طرح مشکلات اور دشواریاں تو عام طور پر چھوٹے چھوٹے اسفار میں بھی پیش آتی رہتی ہیں، لہٰذا مشکلات بیان کر کے دوسرے کو حج پر جانے سے گھبرانے کا سبب ہرگز نہ بنیں۔

حج کے دوران لڑائی جھگڑے سے اجتناب :

اسی طرح سفرِ حج کے دوران حجاج کرام کو آپس میں ایک دوسرے کا معاون بننا سب کے فائدہ کا سبب ہوگا لیکن اس سلسلے میں بھی بڑی کوتاہی برتی جاتی ہے اور سنا جاتا ہے کہ جہاز پر سوار ہوتے وقت جگہ لینے کے لیے اسی طرح حجاز مقدس میں بسوں پر سوار ہوتے وقت اور مکہ سے مدینہ، مدینہ سے مکہ، منیٰ سے عرفات یا پھر کسی ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتے وقت بسوں میں سوار ہونے کے لیے بڑے جھگڑے اور لڑائیاں ہوتی ہیں گالم گلوچ کی نوبت آجاتی ہے یہ ایک نہایت تکلیف دہ بات ہے۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے فلارفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج (سورہ بقرہ : ۱۹۷). حج کے سفر میں حج کا احرام باندھ لینے کے بعد عورتوں سے بے حجاب ہونا اور فسق و فجور کی باتیں کرنا اور لوگوں سے لڑائی اور جھگڑا اور سخت کلامی کرنا جائز نہیں ہے لہٰذا ضروری ہے کہ سفرِ حج کے دوران ایک دوسرے کو تکلیف پہنچانے کے بجائے معاون بننے کی کوشش کی جائے اور پریشان اور دُشواری پر صبر کیا جائے اور لڑائی جھگڑے اور گالم گلوچ سے حتی الامکان بچنے کی کوشش کی جائے۔

حج سے واپسی پر فضول خرچیاں :

اسی طرح جب حجاج کرام حج کر کے واپس لوٹتے ہیں تو طرح طرح کی فضول خرچیوں میں ملوث ہو جاتے ہیں ان کا شاندار استقبال کیا جاتا ہے، پھول مالاؤں سے اُن کا سر جھکا دیا جاتا ہے اور ایک بارات کا ساسماں بنا دیا جاتا ہے جو ازرُوئے شرع بالکل غلط ہے۔ حاجی صاحب جو اس مبارک عمل سے مشرف ہو کر لوٹے ہیں اُن کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس رکن کی لاج رکھیں اور اس کے وقار کو مجروح نہ کریں بلکہ پابند شرع رہیں ایک روایت میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ حاجی کی دعا کو قبول کرتا ہے اپنی گھریلو مصروفیات میں مشغول ہونے سے پہلے پہلے۔ لہٰذا حج کی سعادت جن حضرات کو بھی میسر آئے اُن کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس مبارک موقع کو غنیمت جانیں اور کسی طرح کی خرافات میں مشغول ہو کر اپنے حج کو خراب نہ کریں اور اپنی دعاؤں میں ہم جیسے سیہ کاروں کو نہ بھولیں، اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اس سعادت سے بہرہ ور فرمائے۔ آمین۔

بشکریہ ماہنامہ ندائے شاہی، انڈیا

دینی مسائل

﴿ سجدہ تلاوت کا بیان ﴾

نماز سے باہر آیتِ سجدہ پڑھنے سننے کے مسائل :

مسئلہ : ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے سجدہ کی آیت کو کئی بار دہرا کر پڑھے تو ایک ہی سجدہ واجب ہے چاہے سب دفعہ پڑھ کے اخیر میں سجدہ کرے یا پہلی دفعہ پڑھ کے سجدہ کرلے پھر اسی کو بار بار دہراتا رہے۔ اور جگہ بدل گئی تب اس آیت کو دہرایا پھر تیسری جگہ جا کے وہی آیت پڑھی۔ اسی طرح برابر جگہ بدلتا رہا تو جتنی دفعہ دہرائے اتنی ہی دفعہ سجدہ کرے۔

مسئلہ : اگر ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے سجدہ کی کئی آیتیں پڑھیں تو بھی جتنی آیتیں پڑھے اُتنے ہی سجدے کرے۔

مسئلہ : بیٹھے بیٹھے سجدہ کی کوئی آیت پڑھی پھر اُٹھ کھڑا ہوا لیکن چلا پھرا نہیں جہاں بیٹھا تھا وہیں کھڑے کھڑے وہی آیت پھر دہرائی تو ایک ہی سجدہ واجب ہے۔

مسئلہ : ایک جگہ سجدہ کی آیت پڑھی اور اُٹھ کر کسی کام کو چلا گیا پھر اُسی جگہ آ کر وہی آیت پڑھی تب بھی دو سجدے کرے۔

مسئلہ : ایک جگہ بیٹھے بیٹھے سجدہ کی کوئی آیت پڑھی پھر جب قرآن مجید کی تلاوت کر چکا تو اُسی جگہ بیٹھے بیٹھے کسی اور کام میں لگ گیا جیسے کتابت کرنے لگا یا کپڑا سینے لگا یا کھانا کھانے لگا یا عورت بچے کو دودھ پلانے لگی۔ اس کے بعد پھر وہی آیت اُسی جگہ پڑھی تب بھی دو سجدے واجب ہوئے یعنی جب کوئی اور کام کرنے لگے تو ایسا سمجھیں گے کہ جگہ بدل گئی ہے۔

مسئلہ : ایک کوٹھڑی یا کمرے یا دالان کے ایک کونے میں سجدہ کی کوئی آیت پڑھی اور پھر دوسرے کونے میں جا کر وہی پڑھی تب بھی ایک سجدہ کافی ہے چاہے جتنی دفعہ پڑھے۔ البتہ دوسرے کام میں لگ جانے کے بعد وہی آیت پڑھے تو دوسرا سجدہ کرنا پڑے گا پھر تیسرے کام میں لگنے کے بعد اگر پڑھے گا تو تیسرا سجدہ واجب ہو جائے گا۔

مسئلہ : مسجد خواہ بڑی ہو اُس کا بھی یہی حکم ہے جو ایک کوٹھڑی کا حکم ہے اگر سجدہ کی آیت کئی دفعہ پڑھے تو ایک ہی سجدہ واجب ہے چاہے ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے دہرایا کرے یا مسجد میں اِدھر اُدھر ٹہل کر پڑھے۔

مسئلہ : اگر بڑا گھر ہو تو دوسرے کونے میں جا کر دہرانے سے دوسرا سجدہ واجب ہوگا اور تیسرے کونے میں تیسرا سجدہ۔

مسئلہ : پڑھنے والے کی جگہ نہیں بدلی ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے ایک ہی آیت کو بار بار پڑھتا رہا لیکن سننے والے

کی جگہ بدل گئی کہ پہلی دفعہ اور جگہ سنا تھا دوسری دفعہ اور جگہ اور تیسری دفعہ تیسری جگہ تو پڑھنے والے پر ایک ہی سجدہ واجب ہے اور سننے والے پر کئی سجدے واجب ہیں جتنی مرتبہ سنے اُتنے ہی سجدے کرے۔

مسئلہ : اگر سننے والے کی جگہ نہیں بدلی بلکہ پڑھنے والے کی جگہ بدل گئی تو پڑھنے والے پر کئی سجدے واجب ہوں گے اور سننے والے پر ایک ہی سجدہ ہے۔

مسئلہ : اُستاد مختلف طالب علموں سے اگر ایک ہی مجلس میں ایک ہی آیت سنے تو اُستاد پر صرف ایک ہی سجدہ واجب ہوگا۔

مسئلہ : سجدہ کی کوئی آیت پڑھی اور سجدہ نہیں کیا پھر اُسی جگہ نیت باندھ لی اور وہی آیت پھر نماز میں پڑھی اور نماز میں سجدہ تلاوت کیا تو یہی سجدہ کافی ہے دونوں سجدے اِسی سے ادا ہوجائیں گے۔ البتہ اگر جگہ بدل گئی ہو تو دوسرا سجدہ بھی واجب ہے۔

مسئلہ : اگر سجدہ کی آیت پڑھ کے سجدہ کرلیا پھر اُسی جگہ نماز کی نیت باندھ لی اور وہی آیت نماز میں دہرائی تو اب نماز میں پھر سجدہ کرے۔

متفرقات :

مسئلہ : ہوائی جہاز ہو یا بحری جہاز ہو یا کوئی اور خشکی کی سواری ہو جو خود نہ چلا رہا ہو تو اُس میں تکرار آیت سے صرف ایک سجدہ واجب ہوگا۔

مسئلہ : سجدہ تلاوت میں قہقہے سے وضو نہیں جاتا لیکن سجدہ باطل ہوجاتا ہے۔

مسئلہ : عورت کی محاذات سجدہ تلاوت کے لیے مفسد نہیں ہوتی۔

مسئلہ : لاؤڈ سپیکر پر آیت سجدہ پڑھی گئی ہو تو سننے والوں پر سجدہ واجب ہے۔

مسئلہ : جو آیت سجدہ ٹیپ سے سنی گئی ہو اُس سے سننے والے پر سجدہ واجب نہیں ہوتا۔ یہی حکم صدائے بازگشت میں سننے پر ہے۔

مسئلہ : گھوڑے اُونٹ وغیرہ پر ہو یا گھوڑے گاڑی، اُونٹ گاڑی یا بیل گاڑی پر ہو یا موٹر سائیکل، کار پر ہو جب کہ خود اُن کو چلا رہا ہو اور نماز کے بغیر آیت سجدہ کی تکرار کی تو سجدہ کی تکرار واجب ہے۔

مسئلہ : کشتی میں خواہ نماز پڑھتا ہو یا بغیر نماز کے ہو اور آیت سجدہ کی تکرار کرے تو دونوں صورتوں میں صرف ایک سجدہ واجب ہے۔

علماء کا مقام

﴿ مولوی محمد عثمان سلیم ﴾

عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ لایقبض العلم انتزاعا ینتزعہ من العباد ولکن یقبض العلم بقبض العلماء حتیٰ اذا لم یبق عالما. اتخذ الناس رؤسا جھالا فسئلو فافتو بغیر علم فضلوا واضلوا (بخاری ومسلم بحوالہ مشکوۃ)

"حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ علم کو بندوں سے ایسے نہیں اُٹھائے گا بلکہ علم کو علماء کے اُٹھانے کے ساتھ اُٹھالے گا حتیٰ کہ جب (روئے زمین پر) کوئی عالم نہ بچے گا تو لوگ جاہلوں کو اپنا پیشوا بنالیں گے پس جب اِن (جاہلوں) سے کوئی بات پوچھی جائے گی تو یہ بے علم اس کا جواب دیں گے خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے"۔

حدیث بالا میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے جس چیز کی خبر دی ہے اس کے اثرات ظاہر ہونے شروع ہو گئے ہیں چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ ماضی قریب میں جس تیزی سے علماء اس دنیا سے گئے ہیں ماضی بعید میں شاید اس کی کوئی مثال نہ ملے گی۔ یا تو علماء حق شہید ہو رہے ہیں یا اپنی بیماری کے ایام کاٹ کر داعی اجل کو لبیک کہہ رہے ہیں۔ علمائے حق کے دنیا سے جانے کی وجہ سے جاہل لوگ پیشوا بن رہے ہیں۔ چنانچہ ہمارے قاضی ہمارے وزراء حکمران تمام کے تمام علم سے خالی ہیں۔ اور رُوئے زمین جاہلوں سے بھر رہی ہے۔

ایک طرف تو جاہلوں کی تعداد بڑھ رہی ہے دوسری طرف علماء کی تعداد گھٹ رہی ہے اس کے باوجود بعض صلحاء کو حقارت کی نگاہ سے دیکھ رہے ہیں حالانکہ یہ بہت نقصان کی بات ہے ایک حدیث میں حضور علیہ السلام کا ارشاد مروی ہے کہ تین شخص ایسے ہیں کہ ان کو خفیف سمجھنے والا منافق ہی ہو سکتا ہے (نہ کہ مسلمان) ایک بوڑھا مسلمان نمبر۲ دوسرا عالم، تیسرا انصاف کرنے والا حاکم۔ (فضائل تبلیغ ص ۴۴ بحوالہ ترغیب عن الطبرانی) ایک حدیث میں آپ ﷺ کا ارشاد مروی ہے کہ وہ شخص میری اُمت میں سے نہیں ہے جو ہمارے بڑوں کی تعظیم نہ کرے۔

ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے۔ ہمارے علماء کی قدر نہ کرے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے کسی عالم کو اذیت دی اس نے رسول ﷺ کو اذیت پہنچائی اور جس شخص نے رسول اللہ کو اذیت پہنچائی اس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت پہنچائی (ندائے منبر و محراب ص ۱۲۲ بحوالہ حاکم) تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی کوئی فتنہ رونما ہوا

جب کبھی اسلام میں تحریف کرنے کی کوشش کی گئی تو علماء حق نے اس کی سرکوبی کے لیے تن من کی بازی لگائی علماء کو بھوکا پیاسا رہنا جیل کی کال کوٹھڑیوں میں بھی جانا پڑا۔ان سب کو برداشت کیا لیکن دین میں کوئی آنچ نہیں آنے دی۔

تاریخ کی کتابیں علمائے حق کی قربانیوں کے واقعات سے بھری پڑی ہے۔چنانچہ امام اعظم امام ابوحنیفہ کا جنازہ جیل سے اُٹھا(تذکرہ النعمان ص ۳۲۷)امام مالکؒ کی ننگی پیٹھ میں وقت کی حکمرانوں کی بات نہ ماننے کی وجہ سے بے دردی سے کوڑے برسائے گئے۔اسی طرح امام احمد بن حنبلؒ کو خلق قرآن کے مسئلہ میں بے انتہاء ستایا گیا۔

دوسری طرف ہندوستان کی تاریخ پر نظر ڈالیں یہاں ایسا وقت آگیا تھا کہ اسلام کا چراغ بجھتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔یہ اس وقت کی بات ہے جب اکبر بادشاہ نے احکام شریعت کو ختم کر کے نئے احکام جاری کیے تھے۔مثلاً کتے اور خنزیر کی ناپاکی کا حکم دیا گیا۔شراب کو حلال قرار دیا گیا یہاں تک کہ کلمہ بھی بدل دیا گیا۔کلمہ کا دوسرا جز محمد رسول اللہ کی جگہ اکبر خلیفۃ اللہ پڑھا جانے لگا۔بادشاہ کو سجدہ کیا جاتا تھا۔کہا گیا کہ آپ ﷺ کی دین کی عمر ایک ہزار سال تھی اب نئے دین کی ضرورت ہے اس دین کا نام توحید الٰہی رکھا گیا۔

لیکن اس سخت وقت میں جس نے دین اسلام کی تجوید کا فریضہ سرانجام دیا وہ کوئی پروفیسر یا سائنسدان نہ تھا بلکہ وہ مسجد اور مدرسہ کی چٹائیوں پر بیٹھ کر کتاب وسنت کا علم حاصل کرنے والا ایک خداشناس عالم تھا۔جس کو دنیا مجدد الف ثانی کے نام سے جانتی ہے جنہوں نے فتنہ اکبری کا بڑے ڈٹ کر مقابلہ کیا اور احکامِ شریعت میں کی گئیں بدعات کو ختم کیا (ندائے منبر ومحراب ص ۱۳۲) تاریخ کی کتابیں علمائے حق کی قربانیوں کے واقعات سے بھری پڑی ہیں جن کے تذکرہ کے لیے یہ صفحات ناکافی ہیں۔

لیکن افسوس صد افسوس کہ لوگ آج کل یہ سمجھنے لگے ہیں کہ عالم اور مولوی ایک پیشے کا نام ہے۔مولوی ایک ہلکے طبقے کا نام ہے مگر جب ہم علماء حق کی تاریخ اُٹھاتے ہیں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ مولویت خدا کے دین کی خدمت کا نام ہے مولویت امام مالکؒ کی حق گوئی کا نام ہے مولویت مجدد الف ثانیؒ کی جہد مسلسل کا نام ہے مولویت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ کی علم وبصیرت کا نام ہے مولویت مولانا مفتی محمودؒ کی قربانی کا نام ہے۔مولویت خدا سے روٹھے ہوئے بندوں کو د خدا سے ملانے کا نام ہے۔واضح طور پر جان لیجئے کہ ہمارا روحانی رشتہ ان ہی بزرگوں سے ہے ان اسلاف کی اتباع کی وجہ سے خدائے تعالیٰ نے ہمیں بھی دین کی خدمت کے لیے قبول کیا ہوا ہے۔

ہماری دُعا ہے کہ خدائے تعالیٰ ہمارا حشر بھی اپنے مقربین کے ساتھ فرمائے۔

احب الصالحین ولست منهم　　　　لعل الله یرزقنی صلاحاً

تبصرے کے لیے ہر کتاب کے دو نسخے آنے ضروری ہیں۔

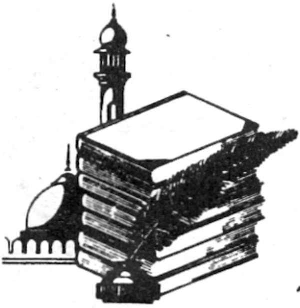

تقریظ و تنقید

مختلف تبصرہ نگاروں کے قلم سے

نام کتاب : اشرف التفاسیر (۴ جلد)

افادات : حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ

صفحات : ۱۹۴۳

سائز : ۲۰×۳۰/۸

ناشر : ادارۂ تالیفاتِ اشرفیہ، بیرون بوہڑ گیٹ، ملتان

قیمت : ۱۲۹۰/-

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی تصنیفات وتالیفات کو اللہ تعالیٰ نے ایسی قبولیتِ عامہ وتامہ سے نوازا ہے جس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔ حضرتؒ کی حیات سے لے کر تا حال آپ کی کتابیں ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں چھپ رہی ہیں اسی پر بس نہیں بلکہ آپ کی تالیفات اور مواعظ وملفوظات سے جدید تقاضوں کے مطابق انتخاب کر کے نہایت مفید و کارآمد کتابیں شائع کی جارہی ہیں۔ کوئی شک نہیں کہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے ملفوظات ومواعظ علوم ومعارف کا ایک بحرِ ناپیدا کنار ہیں جن میں انواع واقسام کے جواہرات بالخصوص کتاب وسنت کی تشریح وتوضیح سے متعلق ایسی توجیہات موجود ہیں جو بڑی بڑی کتابوں میں بھی نہیں ملتیں۔

ناچیز کو دورِ طالب علمی سے ہی حضرتؒ کے مواعظ وملفوظات کے مطالعہ کا شغف رہا ہے جس سے بندۂ ناچیز نے بے انتہا فائدہ اُٹھایا ہے۔

حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے اپنے مواعظ وملفوظات میں بہت سے مقامات پر قرآن وحدیث کے وہ مطالب ومعانی بیان کیے ہیں اور بعض شبہات کے ایسے جوابات دیے ہیں کہ بندہ پھڑک اُٹھتا ہے، بڑی بڑی تفسیریں ان نکات سے خالی نظر آتی ہیں۔ ضرورت اس امر کی تھی کہ حضرت رحمہ اللہ کے مواعظ وملفوظات سے ایسے تفسیری نکات کو اکٹھا کر کے

علیحدہ کتابی شکل میں شائع کیا جائے ، اللہ بھلا کرے حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب کا کہ اُنھوں نے اس طرف توجہ فرمائی اور حضرت رحمہ اللہ کے قیمتی تفسیری نکات کو جمع کردیا۔

زیرِ تبصرہ تفسیر ''اشرف التفاسیر'' انہی نکات پر مشتمل ہے۔ اشرف التفاسیر کو اس نظر سے نہ دیکھا جائے کہ یہ کتاب باقاعدہ لکھی جانے والی تفسیر کی کتاب ہے کہ جس میں ہر آیت کا ترجمہ اور تفسیر لکھی گئی ہو بلکہ اس میں صرف وہ آیات لی گئی ہیں جس کے متعلق حضرتؒ نے مواعظ و ملفوظات میں کچھ بیان فرمایا باقی آیات زیرِ بحث نہیں لائی گئیں۔ مرتب موصوف نے بہت سے علماء کرام سے اس پر نظرِ ثانی کا کام کروایا ہے جس سے کافی حد تک مضامین میں ارتباط پیدا ہو گیا جو ایک انتہائی مشکل ترین کام ہے۔ تاہم ناچیز کے محدود علم کے مطابق بہت سے مقامات تشنہ ہیں، مرتب کی نظر حضرت کے مواعظ میں وہاں تک نہیں پہنچی۔ اگر آئندہ اشاعت میں مزید اس پر محنت اور توجہ کے ساتھ کام کیا جائے تو اُمید ہے کہ یہ تفسیر دورِ حاضر کی اہم ترین تفاسیر میں شمار ہوگی۔ اللہ تعالیٰ مرتب و ناشر کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کی اس کاوش کو قبول و منظور فرمائے۔

نام کتاب : درس قرآن (ج ۸ تا ۱۰)

مرتبین : مجلس تحقیق اسلامی ملتان

صفحات : جلد ہشتم ۱۲۳، جلد نہم ۱۳۱، جلد دہم ۱۲۳

سائز : ۲۰×۳۰/۸

ناشر : ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ ملتان

قیمت : فی جلد /۹۰

درسِ قرآن کی جلد نمبر ۱ تا ۷ پر ادارہ کی جانب سے تبصرہ شائع ہو چکا ہے اس وقت درس قرآن کی جلد نمبر ۸ تا ۱۰ ہمارے پیش نظر ہیں ان تین جلدوں میں پارہ نمبر ۸۔ ۹۔ اور ۱۰ کی تفسیر دی گئی ہے۔

تفسیر کا انداز دلکش اور آسان ہے جسے معمولی استعداد والا شخص بھی سمجھ سکتا ہے۔ مجلس تحقیق اسلامی ملتان کی یہ ایک عمدہ کاوش ہے جو قرآن فہمی میں ممد و معاون ثابت ہو سکتی ہے۔ اگر ان دُروس کو عام مساجد اور گھروں میں پڑھ کر سنایا جائے تو یقیناً ان سے فائدہ ہوگا۔

نام کتاب : فضائل اعمال

تصنیف : شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ

صفحات : ۷۴۴

سائز : ۲۳×۳۶/۱۶

ناشر : ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ ملتان

قیمت : ۱۵۰/-

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ نے اپنے اکابر کی تحریک وتحریض پر چند قیمتی رسائل اصلاحِ اُمت کے لیے تحریر فرمائے تھے جو عرصہ تک تبلیغی نصاب کے نام سے ایک مجموعہ کی شکل میں شائع ہوتے رہے پھر اس مجموعہ کا نام ''فضائل اعمال'' رکھ دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کو قبولیتِ عامہ سے نوازا ہے چنانچہ یہ کتاب متعدد زبانوں میں لاکھوں کی تعداد میں شائع ہورہی ہے۔ زیرِ تبصرہ کتاب ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ ملتان نے شائع کی ہے ادارہ نے اپنے نسخہ میں ایک تو یہ اہتمام کیا ہے کہ شروع میں حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ اور حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ کی مختصر سوانح لگادی ہے، دوسرے ہر رسالہ میں مذکورہ احادیث مبارکہ کی تخریج کرواکر کتاب کے آخر میں درج کردی ہے جس سے اس نسخے کی اہمیت بڑھ گئی ہے۔

❁

نام کتاب : تحفۂ حفاظ

افادات : حضرت مولانا محمد زکریاؒ، حضرت قاری محمد طیبؒ، حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ

صفحات : ۴۰۸

سائز : ۲۳×۳۶/۱۶

ناشر : الاشرف ٹرسٹ ملتان

قیمت : اعلیٰ ایڈیشن/ ۲۱۶، عام/ ۱۵۰

زیرِ تبصرہ کتاب میں تعارفِ قرآن، تدوینِ قرآن، آیات وسُوَر اور حروف کے متعلق معلومات، حفظِ قرآن کی اہمیت وفضیلت، حفظِ قرآن کے لیے اہم ضوابط، عاشقینِ قرآن کے فضائل نیز حالات وواقعات، مقاماتِ مقدسہ کی رنگین تصاویر اور بہت سے اہم عنوانات پر قابلِ قدر مواد فراہم کیا گیا ہے۔ کتابت وطباعت اور کاغذ نہایت عمدہ ہے۔ علماء طلباء

اور حاملین قرآن کے لیے یہ کتاب ایک گراں قدر تحفہ ہے۔

نام کتاب : شرح شمائل ترمذی (جلد دوم)

تالیف : مولانا عبدالقیوم حقانی

صفحات : ۵۸۲

سائز : ۲۰×۲۶/۸

ناشر : القاسم اکیڈمی، جامعہ ابو ہریرہؓ، خالق آباد نوشہرہ

قیمت : درج نہیں

علمی حلقوں میں مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب کی شخصیت جانی پہچانی ہے، بہت سی چھوٹی بڑی کتابیں آپ کے قلم سے نکل کر قبولِ عام حاصل کر چکی ہیں۔ حال ہی میں آپ نے حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ کی مشہور کتاب "شمائل" کی اُردو میں ایک مبسوط شرح لکھی ہے جس کی جلد اول پر ادارہ کی جانب سے تبصرہ شائع ہو چکا ہے اِسی شرح کی دوسری جلد اس وقت ہمارے پیشِ نظر ہے۔

مولانا نے اس جلد میں بھی شرح کا وہی انداز رکھا ہے جو پہلی جلد میں تھا۔ آپ پہلے متن کا ترجمہ کرتے ہیں پھر روایانِ حدیث کا تعارف اور لغات کا حل پیش فرماتے ہیں، اختلاف ائمہ کو ذکر کر کے احناف کا موقف واضح فرماتے ہیں، اشکالات کا جواب اور تعارض کی صورت میں تطبیق کی شکل بتلاتے ہیں۔

انداز بیان سہل اور دلنشین ہے، کتاب حسن معنوی کے ساتھ ساتھ حسن ظاہری سے بھی آراستہ ہے، حضرات مدرسین اور طلباء دورۂ حدیث شریف کے لیے یہ کتاب مفید و کار آمد ہے۔

نام کتاب : وضوء کا مسنون طریقہ

تالیف : مولانا عبدالقدوس قارن

صفحات : ۷۲

ناشر : عمر اکادمی، نزد مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

قیمت : /۳۰

پیشِ نظر رسالہ ''وضوء کا مسنون طریقہ'' ایک شیعہ پروفیسر غلام صابر کے رسالے ''وضوءِ رسول'' کے جواب میں تحریر کیا گیا ہے۔ حضرت مولانا عبدالقدوس قارن صاحب نے اپنے رسالہ میں پہلے تو وضوء کا مسنون طریقہ کتب تفاسیر واحادیث نیز شیعہ حضرات کی کتب سے ثابت کیا ہے، پھر شیعہ پروفیسر غلام صابر نے اہلِ سنت کے وضوء کے طریقہ پر جو اعتراضات کیے ہیں اُن کا مدلل جواب دیا ہے۔ مزید برآں اس رسالہ میں کچھ باتیں اور بھی ایسی تھیں جو اہل سنت کے عقائد کے خلاف تھیں مولانا نے ساتھ ہی ان کا جواب بھی تحریر فرمادیا ہے۔

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی اُمور

(۱) مسجد حامد کی تکمیل

(۲) طلباء کے لیے دارالاقامہ (ہوسٹل) اور درسگاہیں

(۳) کتب خانہ اور کتابیں

(۴) پانی کی ٹنکی

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اجر ہے (ادارہ)